YOUTH
PARLIAMENT
PAKISTAN

THE
YOUTH PARLIAMENT OF PAKISTAN
DEBATES

OFFICIAL REPORT

Tuesday, April 17, 2012
(2nd Session)
No. 02
(Nos. 02-05)

CONTENTS

Pages

1. Recitation from the Holy Quran……………………………………. 1
2. Resolutions:
   - To solve the energy crisis by establishing power generation units by the provinces…………………………………
   - Demographic change in Balochistan, Sindh and KPK detrimental to the national integration, sovereignty, law and order due to the refugees from Afghanistan and Iran……….
   - Action should be taken for due constitutional recognition and empowerment of Gilgit-Baltistan and Azad Jammu & Kashmir)…………………………………..

YOUTH PARLIAMENT OF PAKISTAN
DEBATES
Tuesday, April 17, 2012

The Youth Parliament of Pakistan met in the Margalla Hotel Hall, Islamabad, at Five in the afternoon with Madam Deputy Speaker (Sara Abdul Wadood Khan) in the Chair.

Recitation from the Holy Quran by Jamal Naseer Jami.

اَعُوْذُبِا للّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ۔
بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ۔
قُلۡ اَعُوۡذُ بِرَبِّ النَّاسِۙ۔ مَلِكِ النَّاسِۙ۔ اِلٰهِ النَّاسِۙ۔ الۡخَـنَّاسِ۔ مِنۡ شَرِّ
الۡوَسۡوَاسِ۔ الَّذِىۡ يُوَسۡوِسُ فِىۡ صُدُوۡرِ النَّاسِۙ۔ مِنَ الۡجِنَّةِ وَالنَّاسِ۔
ترجمہ: کہو کہ میں لوگوں کے پروردگار کی پناہ مانگتا ہوں۔ (یعنی)
لوگوں کے حقیقی بادشاہ کی۔ لوگوں کے معبود برحق کی۔ (شیطان)
وسوسہ انداز کی برائی سے جو (خدا کا نام سن کر) پیچھے ہٹ جاتا
ہے۔ (جو لوگوں کے دلوں میں وسوسے ڈالتا ہے۔ (خواہ) وہ جنّات
میں سے (ہو) یا انسانوں میں سے۔
(سورۃ والناس)

Madam Speaker: Mr. Ahmed Numair Farooq please move the Resolution.

Mr. Ahmed Numair Farooq : Firstly, I would like to mention here that Mr. Tauseef Abbasi and Omair Najam were also with me in moving this Resolution but due to typographical mistake their names are not mentioned here. Now, I will read out the Resolution.

“This House is of the opinion that the provinces should play their part for solving the energy crisis by establishing power generation units of their own and urges the provincial governments to take substantial steps in this

regard by establishing provincial power development departments and holding investors' conferences."

So, we all know that recently Federal Government has approved that the provinces are now allowed to generate electricity of their own but we have seen that the provinces have not taken substantial steps in this regard. Recently, on 11th April, the provinces collectively forwarded some recommendations to the Federal Government as well that they want to generate electricity. So, this Resolution is about that the provinces are urged to take substantial steps. Now, two steps are mentioned here:-

(i) The establishment of Provincial Power Development Departments like we have WAPDA and PEPCO under the control of Federal Government. So, we urge the provinces to establish such associations and such departments so that the whole process of developing power units in the provinces could be carried out systematically.

(ii) We have also urged the provinces to hold investors' conferences. There is a bar on the provinces from the Federal Government for getting investment from outside. So, there is a legal binding and there is an amount fixed but as the Federal Government has allowed the provinces to generate electricity of their own, they have shown leniency in that area.

We have seen generous sentiment and this will promote provincial autonomy obviously and we have seen that all the provinces in Pakistan have the potential to produce electricity. Like we have the Makran Coastal Highway where Balochistan can install wind turbines. In KPK and in Northern Areas we have a large potential of small hydel generation. In Sindh we have potential of solar electricity and in the Punjab we have potential to generate electricity from solid waste and also from small hydel projects. So, provinces have not taken any substantial step. We urge the provinces to take substantial steps.

Secondly, how it will be possible? It is also important to note that the international agencies will be more willing to give finances to these projects

because there is a general sentiment in favour of provincial autonomy. When the provinces will carry out the process of power generation on their own, they will attract funds.

Thirdly, it will also maximize the utilization of resources and the management of the whole solution to energy crisis which is currently being done by the Federal Government. Thank you.

Madam Deputy Speaker: Yes, Tauseef Abbasi sahib.

توصیف احمد عباسی : بہت شکریہ میڈم سپیکر۔ نمیر کا شکریہ کہ انہوں نے energy crisis پر بات کی۔ میڈم سپیکر! اس سلسلے میں first session کے بعد ہم نے اس پر کچھ meetings بھی کیں اور وہ بڑی constructive meetings تھیں اور ہم لوگ ایک conclusion پر بھی پہنچے تھے۔ ہمارے جو main issues تھے وہ hydel and alternate resources of energy تھے۔ Hydel تو چونکہ possible نہیں ہے اس وقت، اتنے تھوڑے وقت میں، تو اس سلسلے میں یعنی alternate resources of energy میں ہم نے یہ suggest کیا تھا کہ اگر اپنے private sector کو encourage کیا جائے ۔ اس میں سب سے main problem جو آتی ہے وہ یہ ہے کہ حکومت کی طرف سے جو taxes ہمیں face کرنے پڑتے ہیں باہر سے solar cells and wind turbines purchase کرنے کے سلسلے میں۔ اس سلسلے میں ہم لوگوں نے یہ بھی suggest کیا ہے کہ وفاقی حکومت اگر tax reduce کرے یا اس کو بالکل ہی ختم کر دے تو ایک عام بندے کو بھی solar or wind system کو خریدنے میں آسانی ہوگی اور وہ facilitate ہوگا۔

جس طرح نمیر نے بات کی کہ صوبوں کو اختیار دیا جائے اپنے projects لگانے کے لیے۔ ڈاکٹر ثمر مبارک سے ہماری ایک meeting ہوئی تھی، اس میں انہوں نے بتایا کہ 750 million ton coal سندھ میں available ہے۔ جس کی مدد سے کئی سو سال تک بجلی پیدا کی جا سکتی ہے بلکہ export بھی کی جا سکتی ہے۔ اسی طرح KPK میں بھی hydel potential ہے۔ Basically Federal Government facilitate کرے provincial governments کو تاکہ وہ اپنے plants وہاں پر لگا سکیں۔ اس سلسلے میں جیسے نمیر نے بتایا کہ seminars arrange کیے جا سکتے ہیں۔ وہاں پر foreign investors کو opportunities دی جائیں، ان کو facilitate کیا جائے تاکہ وہ وہاں پر investment کریں تاکہ ہمارا energy problem reduce ہو سکے۔

اسی طرح پنجاب میں جو canal heads ہیں ان پر چھوٹے چھوٹے projects لگائے جا سکتے ہیں اور سلسلے میں local investors کو encourage کیا جا سکتا ہے کہ وہ وہاں پر investment کریں۔

اسی طرح بلوچستان میں بھی ہو سکتا ہے۔ بلوچستان میں wind power کی potential بہت زیادہ ہے۔ گوادر اور کراچی کے ساحل پر wind energy produce ہو سکتی ہے اور بہت سارے لوگوں نے لگائی ہوئی بھی ہیں۔ میں ذرا mention کر دوں کہ جو لوگ اپنے گھروں میں 1 KW کا solar panel لگاتے ہیں تو اس پر ان کو -/Rs.670000 کی cost آتی ہے اور جو 2 KW کا ہوتا ہے اس پر -/Rs.1150000 کی cost آتی ہے۔ یہ بہت زیادہ ہے اور عام بندہ اس کو afford نہیں کر سکتا۔ اس لیے اگر اس پر سے tax ختم کر دیا جائے تو 1 KW کا system -/Rs.350000 کا پڑے گا جو کہ کسی حد تک affordable ہو سکتا ہے ایک عام آدمی کے لیے اور جو دس سال تک اپنی ضروریات کو پورا کر سکتا ہے اور یہ بھی expected ہے کہ اگلے دس سالوں میں بھاشا ڈیم بھی بن جائے گا اور اپنی production شروع کر دے گا۔ بہت شکریہ۔

Madam Deputy Speaker: Thank you. Omair Najam sahib.

جناب عمیر نجم : شکریہ میڈم۔ پاکستان میں energy crisis ایک crucial مسئلہ ہے اور اس کی وجہ سے پاکستان کو بہت زیادہ economic and financial loss ہو رہا ہے۔ لہٰذا اس کو tackle کرنے کے لیے ہم لوگوں نے کچھ نہیں کیاپاکستان میں situation یہ ہے کہ تمام provinces Federal Government کی طرف دیکھتے ہیں اپنی energy requirement کو پورا کرنے کے لیے۔ ہمارے ذہن میں یہ idea آیا کہ کیا ہی بہتر ہو کہ provinces اپنی energy کی ضروریات کو پورا کرنے کے لیے خود سے ایسے initiatives لیں، ایسے نئے projects start کریں اور ان projects کو start کے لیے اس طرح کے اقدامات کریں کہ ہر صوبے کی اپنی energy کی ضرورت پوری ہو سکے۔ اللہ تعالیٰ کا لاکھ لاکھ شکر ہے کہ پاکستان کے ہر صوبے میں اتنی potential ہے کہ اگر وہ کوشش کریں اور نئے steps لیں تو ہر صوبہ اپنی energy needs کو پورا کر سکتا ہے اور وہ national grid میں اضافہ کر سکتا ہے۔ اس کے لیے میں یہ highlight کروں گا کہ اس سے ایک تو provincial autonomy میں اضافہ ہوگا، دوسرا اس کی وجہ provincial revenue میں بھی اضافہ ہوگا اور اس طرح یہ overall ملک کی GDP

growth میں بھی اضافہ کرے گا۔ جیسا کہ نمیر نے کہا کہ ہر صوبے کو چاہیے کہ وہ خود سے initiate کرے، وہاں پر international conferences ہونی چاہییں تاکہ وہاں پر نئے ideas and innovations سامنے آئیں اور اس کے علاوہ sponsorships or investments کو لائیں تاکہ ہر صوبہ اپنے border کے اندر نئے plants install کر سکے۔

ہم نے کراچی میں ایک meeting کی تھی Hybrid Energy کے ساتھ جو کہ پاکستان میں pioneers ہیں، ان کا یہ کہنا تھا کہ سندھ میں اتنی potential ہے کیونکہ سندھ کا ایک بہت بڑا coastal area ہے۔ ایک اور بات، یہاں پر جام شورو اور کوٹری کے جو علاقے ہیں وہاں پر سب سے زیادہ wind ہے۔ اگر اس کو utilize کیا جائے تو سندھ میں energy کا مسئلہ کافی حد تک cover up ہو سکتا ہے۔

پھر پنجاب ہے جہاں پر energy کا سب سے بڑا issue ہے کیونکہ فیصل آباد کی industries بہت زیادہ suffer کر رہی ہیں۔ اسی طرح پنجاب میں بھی بہت زیادہ capacity ہے، وہ اپنے canal system کو improve کریں اور ان کی مدد سے وہ اس مسئلے پر قابو پا سکتے ہیں۔ شکریہ۔

میڈم ڈپٹی سپیکر: شکریہ۔ محترمہ اشنا احمد صاحبہ۔

محترمہ اشنا احمد : شکریہ میڈم سپیکر۔ میں بھی alternate energy پر ہی بات کروں گی۔ I am not sure کہ یہ اس سال کا statistics ہے لیکن 85000 villages out of 125000 villages جو اب تک national grid سے connected ہیں۔ اس کے علاوہ جو باقی villages ہیں ان میں سے 7876 villages connect نہیں ہو سکتے national grid سے for the next 20 years کیونکہ ان کا distance اتنا زیادہ ہے کہ ہم ان کو national grid سے connect نہیں کر سکتے اور اس کے لیے ہمیں تقریباً 160 billion rupees کا annual loss line losses کی مد میں ہوتا ہے جو ہماری حکومت کو circular debt سے نہیں نکلنے دیتا۔

میں یہ بھی suggest کروں گی کہ provinces alternate energy like renewable energy resources, wind energy and solar energy کو utilize کریں۔ اس کے لیے ہماری حکومت نے Alternate Energy Development Board (AEDB) establish کیا تھا، جس کے Chairman, Naved Qamar, Minister for Water and Power ہیں۔ اسی AEDB نے Rural Electrification Project initiate کیا تھا۔

واپڈا نے ہر صوبے کے دیہاتوں کو identify کیا تھا۔ یہ basically سندھ اور بلوچستان میں simultaneously establish ہونا تھا۔ جو WAPDA villages نے identify کیے تھے، ان کو حکومت پاکستان fund کر رہی تھی جو تقریباً 1.167 billion rupees تھے اور دو private companies کو یہ authority دی گئی تھی کہ وہ maintenance کریں اور جو fund ہوگا for the first year وہ حکومت پاکستان دے گی اور اس کے بعد یہ authority provincial Government کو دے دی جائے گی کہ وہ اس کی مکمل handling کرے۔ اس کے لیے private sector میں سے دو private companies نے invest کیا ہے اور supposedly سندھ میں یہ project complete ہو چکا ہے اور تھرپارکار میں 3000 گھروں کو بجلی فراہم کی گئی Rural Electrification کے ذریعے۔ اس کے ایک سال بعد 21000 homes in 400 villages were electrified جو حکومت سندھ نے select کیے تھے واپڈا کی list میں سے۔ اس کے ساتھ ساتھ ایک Norwegian company NBD ہے جس نے جولائی2011 میں اس میں investment کی ہے۔ ان کی investment one billion dollar for 500 MW کی ہے۔ اس میں ہماری سندھ حکومت صرف land provide کرے گی اور اس میں تقریباً 250 MW next 18 months میں complete ہو جائے گا۔ میں چاہوں گی کہ جس طرح سندھ میں project initiate ہوئے ہیں، بلوچستان میں بھی initiate ہونے تھے لیکن پتا نہیں یہ کیوں نہیں ہوئے۔ میں چاہوں گی کہ ہر صوبے میں ایسے projects initiate ہونے چاہییں۔ شکریہ۔

میڈم ڈپٹی سپیکر: جناب سراج دین میمن صاحب۔

جناب سراج دین میمن : میڈم جیسا کہ اٹھارہویں ترمیم پاس ہوئی تو صوبوں کو خودمختاری بھی مل گئی کہ وہ financial معاملات میں بھی کھل کر investment کر سکیں اور اس کے علاوہ بھی بہت سے کام کر سکیں۔ جیسا کہ نمیر صاحب،عمیر صاحب اور توصیف صاحب نے بڑی اچھی presentation دی کہ it is not the only responsibility of the Federal Government کہ وہ پورے ملک میں بجلی کی supply کرے۔ جب یہ اختیار بھی ان کے پاس آ گیا ہے کہ وہ بجلی خود پیدا کر سکتے ہیں تو اس سے main فائدہ ہوگا کہ صوبوں کے پاس جو funds کی کمی کا مسئلہ ہوتا ہے، جب وہ خود بجلی بنائیں گے تو اس سے ایک تو بجلی کا مسئلہ بھی حل ہو جائے گا اور دوسرا یہ کہ اس بجلی سے کتنا revenue generate ہوگا اور وہ revenue صوبے کے پاس جائے اور اس میں سے تھوڑا سا

حصہ جائے گا اور وہ پیسا صوبے کے اندر ہی دوسرے کاموں پر خرچ ہوگا جیسے.socio-economic development اب صوبے کیا کر سکتے ہیں؟ جیسا کہ نمیر صاحب نے کہا wind ہے، renewable energy ہے، nuclear سے تو نہیں بنا سکتے، چھوٹے چھوٹے ڈیم بنا سکتے ہیں۔ اب اگر صوبے چھوٹے چھوٹے ڈیم بنائیں گے تو ان سے صرف بجلی ہی نہیں بلکہ اس سے ہمارا agriculture sector کو بھی فائدہ پہنچے گا۔ دوسری صورت میں اس سے revenue بھی generate ہوگا۔ جب پنجاب، سندھ، خیبرپختونخوا اور بلوچستان سڑکیں بنانے کے لیے international financial institutions like IMF and World Bank یا دوسرے ممالک یعنی ترکی یا چین سے قرضے لے سکتے ہیں، اس میں کوئی شک نہیں کہ یہ سڑکیں بھی ضروری ہیں لیکن اس وقت سب سے بڑا جو مسئلہ ہے وہ یہ ہے کہ اس وقت ہماری economy کو جو ایک دھچکا لگا ہے وہ ہے ,energy crisis جس کی وجہ سے ہماری industries باہر کے ممالک میں جا رہی ہیں۔ لہٰذا صوبوں کو چاہیے کہ وہ بجلی بنانے کے لیے اپنی investment کریں اور نمیر صاحب نے یہ واضح طور پر define کر دیا ہے کہ conferences ہونی چاہییں۔ یہ خود proposal بنائیں اور جو international conference or exhibitions ہوتی ہیں ان میں presentation دیں۔ اس سے صوبوں کی بجلی کا مسئلہ بھی حل ہوگا اور صوبوں کے پاس main جو چیز ہے، وہ یہ ہے کہ ان کے پاس revenue generate کرنے کا ایک نیا source آ جائے گا۔ شکریہ۔

میڈم ڈپٹی سپیکر: جناب حنین قادری صاحب۔

جناب حنین علی قادری : شکریہ میڈم سپیکر۔ میں ایک چیز کی طرف آپ سب کی توجہ divert کرنا چاہوں گا کہ ہمیں tidal energy پر بھی توجہ دینی چاہیے کیونکہ ہمارے پاس بلوچستان اور سندھ کا ایک لمبا coastal area بھی ہے۔ ہمیں چاہیے کہ جس طرح ڈینمارک میں tidal energy generate ہوتی ہے اس طرح بجلی پیدا کرنی چاہیے۔ شکریہ۔

میڈم ڈپٹی سپیکر: جناب عتیق الرحمٰن صاحب۔

جناب عتیق الرحمٰن : شکریہ میڈم سپیکر۔ میڈم! جیسا کہ احمد نمیر فاروق صاحب نے بڑی اچھی بات کی ہے اور جو یہ آج Resolution لے کر آئے ہیں۔ یہ تو سب کو پتا ہے کہ بجلی کا مسئلہ ہے اور یہ ابھی رہے گا، یہ اتنی جلدی حل ہونے والا بھی نہیں ہے۔ ہوا یہ ہے کہ اٹھارہویں ترمیم کے ذریعے صوبوں کو بتا

دیا گیا ہے کہ آپ اتنی بجلی generate کر سکتے ہیں لیکن یہ فوری طور پر تو حل ہونے والا نہیں ہے۔ کام start ضرور ہو گیا ہے۔ یہ میں نے خود بھی دیکھا ہے کہ کام تو start ہو گیا ہے لیکن وفاق نے اس وقت صوبوں کو یہ اختیار دیا ہے جب وقت بہت کم رہ گیا ہے۔ اب elections آئیں گے اور نئی صوبائی حکومتیں بن جائیں گی، پھر ان کو بجٹ نہیں ملے گا اور پھر سارے projects رک جائیں گے جیسا کہ ماضی میں ہوتا رہا ہے۔ سوال یہ اٹھانا چاہیے تھا کہ کیا نئی آنے والے حکومتیں پرانے projects چلائیں گی یا ان کو چھوڑ دیں گی؟ اگر اس پر بحث ہو جائے تو بہتر ہوگا۔ کیونکہ جب بھی کوئی نئی حکومت آتی ہے تو وہ کہتی ہے کہ یہ فلاں حکومت نے start کیا تھا تو اس کا سارا سہرا ان کے سر کیوں جائے تو ہمیں کیا ملے گا اس لیے ان کو بجٹ نہیں ملتا۔ اس پر بحث کی جائے۔

Madam Deputy Speaker: Thank you. Mr. Amir Toori sahib. I can see, some of the members are not sitting at their places. Kindly go back to their seats before I point out you.

جناب عامر عباس شکریہ میڈم سپیکر۔ بہت ساری باتیں میرے ساتھیوں نے کی ہیں جن کو میں دہرانا نہیں چاہتا لیکن میں اس میں دو باتیں add کرنا چاہوں گا۔ جب provincial autonomy کی بات ہوتی ہے تو ساتھ Federal Government کو اس پر اپنا stance clear کرنا چاہیے کہ ایک تو بھاشا ڈیم اور کالاباغ ڈیم ابھی تک نہ بن سکے۔ اس سلسلے میں ہماری جو meetings ہوئیں اس میں solution یہ نکلا کہ اس میں ایک تو political issue ہے اور اس کے علاوہ بھی بہت سارے issues ہیں۔ دوسری بات اس میں یہ ہے کہ ہمیں بہت سارے financial problems ہوتے ہیں۔ جس طرح ڈاکٹر ثمر مبارک مند نے بھی یہ بات quoteکی تھی Thar Coal Reservoirsکے سلسلے میں کہ وزیر اعظم کی طرف سے ہمیں recommendation تو مل گئی تھی کہ ہم ایک Pilot Project launch کرنا چاہتے ہیں لیکن Finance Ministry کی طرف سے اس میں کوئی پیش رفت نہیں ہوئی۔

اسی طرح پنجاب میں ہوا۔ CM Punjab نے agriculture tube well کے سلسلے میں ایک initiative لیا ہے جو solar based ہوں گے۔ تقریباً 450 tube wells announce کیے ہیں اور ساتھ ہی لاہور ریجن میں، لاہور کے گردونواح میں موجود waste material کو استعمال میں لانے کا۔ اس سے یہ ہوگا کہ ایک تو اس waste کو utilize کیا جائے گا energy generate کرنے کے لیے اور اس

طرح waste بھی ختم ہوگا۔ میں اس پر یہ suggestion دینا چاہتا ہوں کہ یہ جو حکومت کے ادارے ہیں جیسا کہ Alternate Energy Development Board ہے اور PCRET ہے یہ سب عملی طور پر flop ہو چکے ہیں۔ ان کی طرف سے جو solar panel آتا ہے مارکیٹ میں وہ minimum to maximum اس کا جو rate ہوتا ہے وہ تقریباً 100 سے لے کر Rs.300/- per watt ہوتا ہے لیکن PCRET نے جو solar panel design کیا ہے وہ grade A or B نہیں بلکہ grade C کا ہے اور اس کی قیمت Rs 400/- per watt ہے۔

یہ جو small dams ہیں یہ حکومت کا ایک بالکل غلط initiative ہے۔ پاکستان میں ابھی تک 60 سے 70 کے قریب small dams بنے ہیں لیکن آپ اگر دیکھیں ایک کالا باغ یا ایک بھاشا ڈیم کا مقابلہ 800 small dams بھی نہیں کر سکتے۔ لہٰذا ہم کب تک small dams بنائیں گے کیونکہ اس میں اتنا فائدہ نہیں ہے اور نہ ہی وہ زیادہ کارآمد ہیں۔ میں یہ چاہتا ہوں کہ جو ہماری Youth Standing Committee on Energy Crisis بنی ہے اس کی report اس میں شامل کی جائے اور ان کی recommendation کو آگے بھیجا جائے کہ انہوں جو work کیا ہے اس کو consider کیا جائے۔ یہی میں اس میں گزارش کرنا چاہتا تھا۔ شکریہ میڈم۔

میڈم ڈپٹی سپیکر: شکریہ۔ جی جناب تبریز مری صاحب۔

جناب تبریز صادق مری : شکریہ میڈم سپیکر! کہ آپ نے مجھے موقع دیا۔ سب سے پہلے تو میں یہ واضح کر دوں کہ 18th Amendment کے بعد، it is a very timely Resolution, first of all, because obviously energy requirement ہے ہماری اور یہ issue بہت serious ہے اور energy crisis کی وجہ سے ہماری economy بھی effect ہوتی ہے اور ہمیں کافی منفی نتائج کا سامنا کرنا پڑتا ہے۔

اب میں یہ بتانا چاہوں گا کہ 18th Amendment کے بعد صوبوں کے پاس obviously right تو ہے، ہم ان کو urge کر سکتے ہیں لیکن ہم ان کو force نہیں کر سکتے کہ وہ کوئی step لیں لیکن obviously ethically ان کو چاہیے کہ وہ ایک page پر ہو کر Federal Government کے ساتھ مل کر اس issue کو solve کرنے کی کوشش کریں۔

میں statistics میں کچھ بات کرنا چاہوں گا۔ پاکستان میں اس وقت چھ طریقوں سے بجلی پیدا کی جاتی ہے، wind, solar, nuclear, hydro, oil and gas. سب سے پہلے میں wind کی بات کر لوں کیونکہ میرے کچھ colleagues نے

یہاں پر suggestions دیے تھے۔ Wind کے لیے ہمارے پاس تقریباً 7000 MW کا potential ہے۔ بلکہ شاید اس سے بھی زیادہ ہے۔ کیونکہ ہماری بلوچستان اور کراچی کی coasts serves as a very big potential for wind energy. سب سے بڑا ہمارے پاس مسئلہ آتا ہے wind turbines کا۔ Wind turbines کی security is an issue when it comes to the coastal areas. Suggestion یہاں پر یہ ہے کہ wind turbines کے لیے وہاں کے جو local لوگ ہیں اگر آپ ان کو ایک stakeholder بنا دیں کسی چیز میں تو obviously آپ کی wind turbines کی security بھی ہوگی and it will also be feasible for you.

دوسرے نمبر پر بات کر لیتے ہیں solar energy کی۔ This is also a renewable source of energy. اب دنیا کافی ترقی کر چکی ہے، Bangladesh also generates 65% of its energy from solar energy. جب ہم nuclear technology حاصل کر سکتے ہیں اور ہمارے پاس nuclear bomb بھی ہے تو میرے خیال میں ہم لوگ solar batteries and shields بھی بنا سکتے ہیں، I think we are quite capable of it.

Now coming to the hydro energy. ایک بھاشا ڈیم بنا لینے سے ہمارا مسئلہ حل نہیں ہوگا اور نہ ہی ایک کالاباغ ڈیم بنانے سے ہمارا مسئلہ حل ہوگا کیونکہ جب ہم بھاشا ڈیم بنا چکے ہوں گے تو ہمارا energy deficit اس سے threefold بڑھ چکا ہوگا۔ So, Bhasha Dam is not a solution. You will have to attack this from different fronts. ہمیں اس میں wind کی بھی بات کرنی ہوگی، solar energy کی بھی، nuclear energy کی بھی ، hydro energy کی بھی اور thermal energy کی بھی بات کرنی ہوگی۔

Now coming to the Federal level. جہاں پر provinces کا ایک major role بنتا ہے وہاں پر Federal Government کا بھی ایک role بنتا ہے۔ America is our key ally in the war against terror. When it can provide civilian nuclear technology to India why can't it provide the same technology to Pakistan? The Federal Government will have to speak on this.

اگر ہم سوچیں کہ شاید پنجاب حکومت کے پاس یا سندھ حکومت کے پاس اب right ہے 18th Amendment کے بعد اور وہ جا کر امریکہ سے deal کریں تو obviously that will not happen. It is the responsibility of the Federal

Government to go and negotiate with America, negotiate with Australia who is also considering to provide civilian nuclear technology to India. We should also deal with other countries like France and England.

جناب سراج دین میمن : میڈم ایک point of order ہے۔ میڈم Legislative List میں لکھا ہوا ہے کہ صوبے nuclear معاملات کو deal ہی نہیں کر سکتے۔ یہ right صرف Federal Government کے پاس ہے، یہ بات already understood ہے۔

Madam Deputy Speaker: OK. Thank you.

جناب تبریز صادق مری : اگر میں نے اس چیز کو clear کر دیا ہے تو میرے خیال میں اس میں کوئی حرج نہیں۔ It was not an issue. Any way. اب یہاں پر بات آ جاتی ہے finally gas and oil کی یعنی thermal کی۔ Oil is the most expensive way of generating electricity. میرے خیال میں یہ بات ڈھکی چھپی نہیں ہے and I think still we are generating around 30% of our energy through oil which is not feasible. دنیا کے امیر ترین ممالک بھی energy generate کرنے کے لیے اس source کو چھوڑ چکے ہیں۔ I wonder ابھی تک ہم لوگ کیوں اس پر stick ہیں۔

Now coming to to the gas which is also thermal. ہماری gas depletion ہو رہی ہے and the gas will deplete to around 4 million cubic feet by 2016 and this is the statistics by MD WAPDA. Any way, these are my suggestions. Thank you.

Madam Deputy Speaker: Thank you. Mr. Sagar Katija sahib.

جناب ساگر کمار کتیجا میں فی الحال صرف بلوچستان کو ہی cover کرنا چاہوں گا کیونکہ بلوچستان resources سے مالا مال ہے۔ اس کے علاوہ میرا تعلق بھی بلوچستان سے ہے۔ پہلے تو میں appreciate کرتا ہوں کہ سب نے گوادر کی suggestion دی اور میرے خیال میں 550 KM سے above کا coastal area area ہے۔

میں coal mines کی طرف آنا چاہوں گا۔ جیسا کہ سندھ میں تھرپارکر ہے ویسے ہی بلوچستان میں آٹھ، دس جگہوں سے کوئلہ نکل رہا ہے۔ جن میں ضلع بولان میں مچ، لورالائی میں چمالنگ، دکی، شہ رگ، مندیٹک اور ہرنائی ہیں جہاں سے کوئلہ نکل رہا ہے۔ اس سے اگر بلوچستان چاہے تو دوسرے صوبوں کو بھی

electricity provide کر سکتا ہے لیکن بات یہ ہے کہ we are not poor but poorly managed. پھر بات آتی ہے کہ bill کون دے گا۔ بجلی کی قیمتیں آسمان سے باتیں کر رہی ہیں تقریباً -/Rs.2 فی یونٹ تک ہو گیا ہے اور میں آپ کو بلوچستان کے بارے میں ایک interesting بات بتاؤں کہ ابھی جون میں جب کنڈے لگانے والوں کی بجلی کی تاریں کاٹنے آئے تھے تو لورالائی میں احتجاج ہوا تھا کہ ہماری تاریں نہ کاٹیں بلکہ ہم لوگوں کو بجلی مفت میں دی جائے۔ وہاں پر -/Rs.500 کے bill میں آپ 24گھنٹے گیزر، ہیٹر اور تمام چیزیں چلا سکتے ہیں۔

ہمیں بجلی کے rates کو بھی دیکھنا چاہیے اور اس کے علاوہ جہاں تک foreign sponsorship کی بات ہے، میں اس چیز کے بالکل خلاف ہوں کہ foreign sponsorship سینڈک میں دے دی ہے اور گوادر پورٹ میں بھی سنگاپور کی involvement ہے اور 25 سال تک اس کو حصہ ملتا رہے گا۔ اس سے اچھا ہے کہ ہم اپنے engineers کو استعمال کرکے خود ہی کام کریں۔

میڈم ڈپٹی سپیکر: شکریہ۔ جناب حسیب احسن صاحب۔

جناب محمد حسیب احسن : شکریہ میڈم سپیکر۔ پہلی بات تو یہ ہے 11 اپریل کو Energy Conference میں یہ clear کر دیا گیا ہے کہ provinces units لگا سکتے ہیں۔ دوسری بات یہ ہے کہ بلوچستان کے پاس ساحلی پٹی ہے وہاں پر tidal energy and wind energy پر work کر سکتے ہیں۔ اس کے علاوہ سندھ میں تھر کول پراجیکٹ ہے اور اس پر بھی کام جاری ہے، اب دیکھیں کب تک وہ بجلی پیدا کرنے کے قابل ہوگا۔ یہاں پر میرے بھائی نے بات کی کہ حکومت چلی جائے گی تو اس کے بعد ان کو postpone کر دیا جائے گا۔ ہمیں اس پر زیادہ زور دینے کی ضرورت ہے کہ یہ پتا کیا جائے یا اس پر work کیا جائے proper طور پر یہ کام نہیں روکا جائے کیونکہ اگر یہ رکا گیا تو پھر ملک کا بہت برا حال ہوگا۔ شکریہ۔

میڈم ڈپٹی سپیکر: محترمہ ایلیا علی صاحبہ۔

Miss Elia Nauroz Ali : Thank you Madam Speaker. It is Elia Nauroz Ali.

کیونکہ میں خود صوبہ بلوچستان سے تعلق رکھتی ہوں تو اس وجہ سے I would be focusing more on Balochistan. جو Resolution نمیر صاحب نے پیش کی ہے، he is basically talking about solving energy crisis. Most of the people,

they are only talking about the dams and statistics. There are certain things we need to focus more on that. First of all I would say that Balochistan وہ صوبہ ہے جہاں پر کہا جاتا ہے کہ 360 days out of 365 days عموماً sunny ہوتے ہیں۔ تو solar energy وہاں سے generate کرنے کے chances بہت زیادہ ہیں لیکن we know that Balochistan is not stable too. So, یہاں پر آتی ہے کہ problem we can construct these things and we can talk about development work and mega project works only when we know that there is peace. وہاں پر سب سے پہلے اس چیز کا خیال رکھا جائے کیونکہ otherwise talking about development of any mega project is not even working.

دوسری چیز جو میں یہا پر بتانا چاہوں گی کہ ہمیں ابھی کچھ چیزیں بدلنی ہوں گی۔ اب ہمیں پتا ہے کہ یہاں پر energy crisis چل رہا ہے، so, we should focus on other things as well, that is to know save our energy. ہم جو infrastructure یہاں پر central heating system بناتے ہیں، لگا دئیے جائیں۔ جو ہم بلب زیادہ use کرتے ہیں ان کا خیال رکھا جائے۔ حالانکہ اشتہار وغیرہ تو دئیے جاتے ہیں but people they don't usually prefer using such kind of bulbs. یہ ہماری حکومت کی police میں ہونا چاہیے کہ اسے promote کیا جائے۔

We should take into consideration the power theft because they are using the energy but they are not ready to pay for it.

مجه سے پہلے ہمارے عامر صاحب آئے تھے اور انہوں کہا تھا ایک بڑا ڈیم بنانے کی جگہ اگر 800 ڈیم بھی بنائے جائیں تو پھر مسئلہ حل نہیں ہوگا۔ Means 800 dams cannot actually replace one big dam. لیکن اسی وقت ہمارے دوسرے معزز رکن تبریز مری صاحب نے یہ کہا تھا کہ ایک بھاشا ڈیم would not be a solution. I think that what we should be doing is that there should a long term solution or there should be a short term solution. میرے خیال میں دونوں کو مدنظر رکھا جائے۔

The last thing is that we should be very much specific about our foreign policy because we know that

آج جب پاکستان میں اتنی instability ہے تو it is only because of war on terror. Since we are dealing with world's super power and we are considered to be the most allied ally, Pakistan and Afghanistan, they should be together for

promoting this peace. Yes we should devise foreign policy جہاں پر ہم امریکہ سے یہ چیزیں لے بھی سکیں کہ ہمارا energy crisis کو solve کیا جائے without creating hindrances because America does need us.

Madam Deputy Speaker: OK. Thank you. Mr. Muhammad Taimoor Shah sahib.

Mr. Muhammad Taimoor Shah : Thank you very much Madam Speaker for giving me the opportunity to speak up. Madam Speaker, it is necessary that we understand the mechanism of electricity generation, regulation and disbursement/ distribution of electricity in Pakistan.

میں یہ پہلے بھی بتا چکا ہوں کہ تین چیزیں ہیں ایک electricity production ہے جس کو generation کہتے ہیں، ایک disbursement ہے، جس کو distribution of electricity کہتے ہیں اور ایک اس کی regulation ہے۔ جو regulation ہے وہ PEPCO کرتا ہے، جو generation ہے، اس کے کافی sources ہیں اور جو distribution ہے اس کے لیے DESCOs ہیں جیسے کہ LESCO, GAPCO وغیرہ ہیں، جن کو electric supply companies ہیں۔ اب جو بات نمیر نے کی ہے، I will complete support his Resolution but keeping in mind that the provincial Governments should take substantial steps in this regard to establish Provincial Power Development Departments اور ان کی اپنی generation ہو۔ Generation کے علاوہ اگر آپ ان کو وہ DESCOs بھی دے دیں کہ وہ bills بھی وہی collect کریں، the collection of bills should be under the provinces as well. اگر صوبہ بجلی پیدا کر رہا ہے مگر billing کا سلسلہ Federal Government کے پاس ہے۔ اس طرح کوئی فائدہ نہیں ہوگا۔ شاید یہی بات Chief Minister Punjab نے بھی کی ہے کہ جو bills لینا اور پیسے اکٹھے کرنا ہے یہ چیزیں صوبوں کو دی جائیں۔ اس سے یہ ہوگا کہ provinces Federal سے بجلی خریدیں گے۔ اگر اس میں ایک addition ہو جائے کہ bills کی collection ہے یہ صوبوں کو دی جائیں اور یہ تمام DESCOs صوبوں کو دے دی جائیں جو revenue generation بہتر ہوگی۔

آخر بات جو میں کرنا چاہوں گا کہ کینیڈا میں یہی ہوتا ہے کہ صوبے بجلی پیدا کرتے ہیں لیکن یہ صوبوں پر depend کرتا ہے، وہاں تو provinces نہیں ہیں بلکہ وہاں پر states ہیں، لہٰذا states پر depend کرتا ہے کہ کیا وہ اپنی بنائی

ہوئی بجلی کسی ہمسایہ state کو دینا چاہتا ہے یا نہیں؟ اس state کو royalty بھی دی جاتی ہے۔ اگر ہم بلوچستان سے تیل کی extraction کر رہے ہیں اور ہم اس تیل سے بجلی بنا رہے ہیں تو ہمیں بلوچستان کو بجلی سستی دینی چاہیے اور یہ دنیا کا اصول ہے۔ اس کے ساتھ ساتھ اگر کبھی شاید ایسا ہو جائے کہ پاکستان ایسی stage پر آ جائے کہ بجلی excessive ہوجائے تو دوسرے ممالک کو بیچنے کا criterion Federal Government کے پاس ہو۔ شکریہ۔

میڈم ڈپٹی سپیکر: شکریہ۔ جناب عمر ریاض صاحب۔

Mr. Muhammad Umar Riaz : Thank you Madam Deputy Speaker.

Madam Deputy Speaker: Since I am holding the office of Mr. Speaker, address me as Madam Speaker and not Deputy Speaker.

Mr. Muhammad Umar Riaz Thank you Madam Speaker. The persistent apathy towards a persistent solution of the energy crisis has led the country in the continuous level of despair and mistrust. It is the need of the hour that we should unanimously support the Resolution which has just been put on the floor of the House and why is that because there is the need of the increased level of coordination between the provinces and the Federation and we should resolve all the grievances which have been apparently recently become very much apparent that provinces are showing a level of mistrust as far as the energy crisis in the various areas of different provinces was concerned. So, it is the need of the hour that we should be very much dependent on the renewable energy sources. It has already been suggested that in Gwader and the coastal areas of Karachi, tidal energy can be used. Balochistan being a sunny province and a province where the solar energy is very much feasible, solar cells and the solar energy production schemes can be initiated and introduced in Balochistan for a better version of energy crisis solution. We should not be focusing and we should not be diverting all our energy energies towards constructing one dam, we should be diverting our energies in various dimensions towards the solution of the energy crisis. We should be focused on dams, we should be focused on wind energy, tidal energy, solar energy in one and the same way simultaneously, I must say, so that unanimous solution can be sought and as it has been stated by the honourable members from the Balochistan that peace should be ensured in the

Balochistan so that mega projects can be initiated in Balochistan without any kind of interruption from the agents who want to interrupt the peace making and the peace building process. So, the peace making and the peace building is something which must be ensured by the provincial Governments and there should be increased coordination between the provincial governments and the Federal Government and the bill collection mechanism as has already been stated by an honourable Youth Parliamentarian, should be revisited and revised so that we can have a durable solution of energy crisis.

Furthermore, it can be stated that the differences between the province and the Federation at the various levels and the production of the energy crisis can be resolved. If we hold increased level of seminars to ensure that foreign investment in the various parts of the country, foreign investment, particularly, in energy sector can be strengthened at a maximum pace and can be strengthened in a way that not only affects a single province by the entire region, the entire country at large. We must also be ensuring that the Federal Government and the provincial Governments should be providing the cheapest electricity to the province which is generating it and we believe that this is the only solution which can lead towards a durable, sustainable and everlasting solution because in the past we can see that we were planning to sell electricity to India but nowadays we are facing this energy crisis and increased coordination must be ensured. Thank you very much.

میڈم ڈپٹی سپیکر: شکریہ۔ درخواست ہے کہ جب ایک بات ہو جائے تو kindly don't repeat it because we are very short of time. Now, I request Mr. Hammad Malik to please have say.

جناب محمد حماد ملک : شکریہ میڈم سپیکر۔ میں گزارش کروں گا کیونکہ بحیثیت Chairman, Special Committee on Energy Crisis میں نے اس پر بولنا ہے تو مجھے تھوڑا سا زیادہ وقت allow کیا جائے۔

میڈم ڈپٹی سپیکر: جو آپ کی رپورٹ تیار ہوئی ہے وہ بھی آپ سیکرٹریٹ میں جمع کرا دیں تاکہ پتا چلے کہ کیا progress ہے۔

جناب توصیف احمد عباسی : میڈم یہ رپورٹ سیکرٹریٹ میں already submit کرائی جا چکی ہے۔

میڈم ڈپٹی سپیکر: ٹھیک ہے۔

جناب محمد حماد ملک : میڈم سپیکر! یہاں پر بات ہو رہی ہے صوبوں کو اجازت دینے کی تو جہاں تک یہ بات ہے کہ provinces کو allow کیا جائے energy generate کرنے کے لیے تو میں اس کے حق میں ہوں لیکن اس پر کچھ confusions ہیں جو میں یہاں پر بتانا چاہوں گا۔

Madam Deputy Speaker: But very briefly please.

جناب محمد حماد ملک : ہاں briefly ہی بتاؤں گا and on the basis of terms and figures بتاؤں گا کیونکہ energy جو ہے، یا جو بھی electricity ہم یہاں پر produce کریں گے وہ عوام کی خواہش کے مطابق کریں گے کیونکہ عوام کی جو main خواہش ہوتی ہے وہ سستی بجلی ہوتی ہے اور سستی بجلی صرف اور صرف پانی سے بنتی ہے۔

اس وقت آپ کی جتنی بھی hydel generation ہو رہی ہے وہ صرف پنجاب، خیبرپختونخوا اور AJK میں ہو رہی ہے اور سندھ اور بلوچستان میں کوئی بھی hydro power generation نہیں ہو رہی ہے۔ اسی طرح thermal generation بھی پنجاب میں ہو رہی ہے۔ جو IPPs ہیں، including nuclear میں کچھ portion سندھ کا ہے اور rental production میں بھی کچھ حصہ سندھ کا ہے۔

جناب والا! بلوچستان واقعی میں بہت rich ہے resources میں لیکن ہمیں وہاں پر ایسے resources کی بہت کمی ہے جن سے ہم سستی بجلی پیدا کر سکیں۔ Wind energy, solar energy کافی مہنگی ہوتی ہے جو کہ بلوچستان جیسا غریب صوبہ afford نہیں کر سکتا۔ لہٰذا اگر ہم کسی بھی مسئلے کا short term result دیکھنا چاہیں اور اس پر ہم اپنی economy کو consider نہ کریں تب ہم کہہ سکتے ہیں کہ صرف صوبوں کو allow کر دیا جائے کہ وہ اپنی electricity generate کریں۔

میڈم سپیکر! اگر تھوڑے سے facts and figures پر بات ہو تو اس وقت ہماری جو energy generation ہے ، تمام on going projects سے، وہ سب کے سب خیبرپختونخوا میں ہے، کسی بھی دوسری صوبے میں نہیں ہو رہی ہے۔ خیبرپختونخوا میں 1410 MW کے 06 project complete ہو چکے ہیں اور 13 under completion ہیں جو اگر complete ہو جائیں تو یہ national grid کو 22986 MW فراہم کریں گے۔

میڈم سپیکر! میرے ایک معزز رکن ساتھی نے چھوٹے ڈیم بنانے کے بارے میں بات کی تو میں بحیثیت Chairman, Energy Crisis Committee اس پر بات کرنا چاہوں گا کہ اس وقت ہمارے پاس 06 hydro power projects کے small dams جو کہ کوہستان میں شروع کیے گئے، ان کی total generation capacity 1410 MW ہے جبکہ اکیلے بونجی ڈیم کی generation 7100 MW ہے۔ اگر ہم وہاں پر اس طرح کے 100 projects initiate کریں تب بھی ہم ایک بڑے ڈیم کے برابر نہیں پہنچ سکتے۔

جہاں تک بات ہے صوبوں کو independently electricity generate کرنے کی، یہ ایک short term procedure ہے جو ہم فوری طور پر apply کر سکتے ہیں لیکن long term کے لیے Federal Government کو ہی اقدام اٹھانا پڑے گا تاکہ صوبوں میں equality basis پر energy فراہم کی جائے کیونکہ بلوچستان میں اس وقت حالات ایسے ہیں کہ وہاں پر کوئی بھی mega project چاہے وہ wind کا ہو یا solar کا ہو، initiate نہیں کیا جا سکتا کیونکہ وہاں پر بہت زیادہ security concerns ہیں۔ کوئی بھی investor وہاں جانے کی ہمت نہیں کرتا۔ اگر باقی صوبے جیسے پنجاب اپنی بجلی پیدا کرتا ہے، خیبرپختونخوا اپنی بجلی پیدا کر لیتا ہے، سندھ اپنی بجلی پیدا کر لیتا ہے تو ان لوگوں میں اور زیادہ نفرت پیدا ہوگی جس کے ہم متحمل نہیں ہو سکتے۔ شکریہ۔

میڈم ڈپٹی سپیکر: شکریہ۔ محترم عبید الرحمٰن صاحب۔

جناب عبیدالرحمٰن : شکریہ سپیکر صاحبہ۔ بہت ہی اچھی باتیں کی گئ ہیں۔ اہم باتیں صرف اتنی تھیں کہ جب renewable energy sources کی بات کی جا رہی ہے تو یہ بات ذہن میں رکھنی چاہیے کہ یہ capital intensive ہیں، اس کے لیے آپ کو foreign investment چاہیے اور بہت ہی mega scale پر foreign investment چاہیے تاکہ آپ اس کو national grid میں شامل کر سکیں۔ ایک تو یہ capital intensive ہے اور دوسرا یہ ہے کہ اس کی energy density بہت کم ہے۔ آپ کو یہ بہت زیادہ لگانے پڑیں گے تاکہ آپ commercial scale پر generate کر سکیں۔ اگر آپ نے کسی ایک شہر کو ہی electricity provide کرنی ہے تو آپ کو بہت mega scale پر solar energy or wind panels وغیرہ کی ضرورت ہوگی اور اس کو integrate کرنے کے لیے آپ کو massive scale پر foreign direct investment چاہیے جو کہ آپ کے پاس اس وقت نہیں ہے۔

اسی طریقے سے میں یہ کہوں گا کہ یہ چیزیں جو ہم discuss کر رہے ہیں اس کے ساتھ ساتھ ہمیں یہ بھی discuss کرنا چاہیے کہ cross provincial بھی ہم لوگ اس میں معاہدات کر سکتے ہیں کیونکہ ہم یہ دیکھتے ہیں کہ بلوچستان کے پاس reserves ضرور موجود ہیں لیکن technical expertise اور اس کے ساتھ ساتھ financial capital جو کسی بھی کام کے لیے ضروری ہوتا ہے وہ اس کے پاس موجود نہیں ہے۔ لہٰذا cross provincial agreements کو فروغ دینا چاہیے اور اس کے علاوہ ہمیں اپنی technical expertise develop کرنی چاہیے۔ میں نے اس ایوان میں پہلے بھی یہ بات کہی تھی کہ ہم لوگوں کو ایسے institutions کی طرف جانا چاہیے جو اس پر research کر سکیں، جو اس سلسلے میں کوئی substantive چیز ہمارے سامنے لا سکیں نہ کہ ہم یہ چیزیں import کرتے رہیں اور technology میں آگے نہ جا سکیں۔ شکریہ بہت بہت۔

میڈم ڈپٹی سپیکر: جی جناب فہد مظہر صاحب۔

جناب فہد مظہر علی : شکریہ میڈم سپیکر۔ جیسا کہ جو Resolution پیش کی گئی ہے اس میں یہ کہا گیا ہے کہ 11 اپریل کو جو Federal Government نے ایک indication دی ہے، ایک green signal دیا ہے کہ provinces اپنا ایک department بنائیں جو electricity generate کرے۔ اس پر بات کرنی ہے جو کہ threefold or twofold بات جائے گی جو میں بات کروں گا۔ ایک تو یہ بات ہے کہ without the help of Federal Government صرف اور صرف صوبوں کو یہ ذمہ داری دے دینا کہ وہ electricity generate کریں، میری نہیں خیال یہ کام آگے چل سکے گا اور میرے خیال میں وفاقی حکومت کو صوبوں کو energy generation میں، اس کی distribution and disbursement میں اور ساتھ ہی collection کے بارے میں help out کرنا پڑے گا۔

دوسری بات یہ ہے کہ یہ سارے units یعنی ہمارے provinces جو وفاق بناتے ہیں یہ contribute کرتے ہیں NFC میں جس کو بعد میں ہم distribute کرتے ہیں ایک fund کے ذریعے، جو ہمارا divisible pool ہے، اس میں capacity ہے، ان کی جو generation ہے، پنجاب اس کا زیادہ chunk ہے، سندھ کا دوسرے نمبر پر ہے، تیسرے نمبر پر خیبرپختونخوا ہے اور پھر بلوچستان ہے۔ اس میں یہ نہ ہو کہ کسی کی حق تلفی نہ ہو، چھوٹے صوبوں کے حقوق مجروح نہ ہوں کیونکہ ان کے اندر یہ capacity نہیں ہے کہ وہ at their own کچھ کر سکیں۔

یہ بات بھی کی گئی ہے کہ آپ foreign investors کو لے کر آئیں۔ اس طرح کے resources or capabilities پنجاب کے پاس تو ہو سکتی ہیں، I am agree with that اور سندھ کے پاس بھی ہو سکتی ہیں لیکن what about Balochistan? بلوچستان والے جو کہ خود internally law and order crisis میں مبتلا ہیں۔ لہٰذا ایسا کوئی بھی initiative جو آپ لیتے ہیں اس سے وفاق میں ان صوبوں کا جو ایک confidence ہے، جو ایک بحال ہوا ہے اٹھارہویں کے بعد اور حکومت پوری کوشش کر رہی ہے کہ اس کو اپنی full spirit میں implement کیا جائے اور وہ مجروح نہ ہو۔ جن دوستوں نے بتایا کہ energy crisis کی جو کمیٹی بنی تھی اس کی meetings شمس الملک صاحب کے ساتھ ہوئی، ثمر مبارک مند صاحب کے ساتھ ہوئیں تو ان میں سے ایک meeting میں مجھے بھی شرف حاصل ہوا ان سے ملاقات کا۔ ہمیشہ یہ بات کی گئی ہے کہ پاکستان نے شروع ہی سے یہ روایت رکھی ہوئی ہے کہ ہم نے dependency رکھی ہے اور زیادہ diverse نہیں ہوئے۔ ہم نے زیادہ تر ڈیزل سے بجلی generate کی، ہم جو IPPs establish کیے گئے تو ہمیں alternate energy solution کی طرف جانا چاہیے۔ ہم نے اس ایوان میں اس پر debate بھی کی اور ان میں بھی یہ بات کی گئی کہ long term solutions mega projects سے حاصل ہوتے ہیں، جن میں ڈیم بنائے جائیں گے۔ Although we should go forward اگر ہم نے import کرنی ہے اور اپنی capacity building بھی کرنی ہے۔ لہٰذا یہ چیز مدنظر رکھی جائے کہ وفاق کی support کے بغیر ہم کچھ نہیں کر سکتے اور چھوٹے صوبوں کو خاص طور پر focus کیا جائے اور بلوچستان میں law and order situation کی وجہ سے ہم ان کے resources استعمال نہیں کر سکتے۔ اس context میں صوبوں کو چاہیے کہ وہ ایک table پر آئیں اور اپنی coordinated effort رکھیں کیونکہ یہ matter of national importance ہے۔ شکریہ۔

میڈم ڈپٹی سپیکر: شکریہ۔ جناب گوہر زمان صاحب۔

جناب گوہر زمان : شکریہ میڈم سپیکر۔ ایوان میں کچھ باتیں اٹھائی گئ تھیں جن کا جواب ابھی تک نہیں دیا۔ میں سمجھتا ہوں کہ پہلے ان کا جواب دینا چاہیے۔ اس کے بعد مزید چند باتیں اس پر کروں گا۔ عتیق صاحب نے بات کی تھی کہ حکومت کے بدل جانے کے بعد اس کی کیا surety ہوگی کہ وہ projects carry on ہوں گے۔ یہ بات تو بلکہ اگلی حکومت یا آنے والی حکومت کے advantage میں

جاتی ہے۔ آپ دیکھیں کہ ہمارے ہاں system یہ چلتا ہے کہ ایک حکومت جب آتی ہے تو وہ ایک credit لیتی ہے کچھ چیزوں گا۔ جس طرح ہم دیکھتے ہیں پنجاب میں جب حکومت تبدیل ہوتی ہے تو وہ دیکھتی ہے کن چیزوں سے فائدہ اٹھایا جا سکتا ہے، ان projects پر اپنے نام کی تختی لگا لیتے ہیں۔ اسی طرح سے یہ تو وہ چیزیں ہیں جو basic needs ہیں-Power basic need ہے اس وقت کی۔ لہٰذا یہ کوئی risk کی بات نہیں ہے کہ اس سے کوئی uncertainty create ہو جائے گی بلکہ اس کو تو ہم جمہوریت کی ایک خوب صورتی کہہ سکتے ہیں۔

اس کے علاوہ میں تیمور شاہ صاحب کی بات کو یہاں پر second کروں گا۔ انہوں نے بہت اچھی بات کی کہ جو power سے جو revenue generate ہو گا اس کو بھی صوبوں کے اختیار میں دینا چاہیے۔ اصل میں ہوتا کیا ہے کہ جب آپ power production صوبوں کے ہاتھ میں دیں گے لیکن جو revenue ہے وہ اگر آپ centralized رہنے دیں گے تو اس سے کیا clashes ہوں گے، اس سے وہی clash ہوں گے جو ابھی باتیں اٹھائی جاتی ہیں کہ ایک صوبہ کم bill دیتا ہے اور وہاں پر بجلی زیادہ چوری ہوتی ہے اور ایک صوبے میں بجلی کا bill زیادہ pay کیا جاتا تو اس طرح حق مارا جاتا ہے۔ اس طرح سے یہ حق تلفی بھی کم ہو جائے کہ وہ اپنا revenue generation and collection بھی خود کریں گے اور اپنی power production بھی کریں گے۔ اس طرح سے اس کے مزید چند فوائد ہیں جو میں بیان کرتا ہوں۔ ہمیں اب کس طرف جانے کی ضرورت ہے، ہمیں renewable energy sources کی طرف جانے کی ضرورت ہے۔ جس طرح نمیر فاروق صاحب نے اور توصیف صاحب نے پہلے بیان کیاہے کہ یہاں پر تمام صوبوں میں renewable energy resources کی بہت بڑی تعداد موجود ہے اور ہم اس وقت اس کو discuss نہیں کرتے لیکن اس میں یہ ہے کہ اس سے renewable energy کی طرف رجحان زیادہ جائے گا کیونکہ اس میں چھوٹے چھوٹے projects ہیں اور ان کو compatibly handle کرنا صوبوں کے لیے easy ہو گا۔ اس لیے وہ اس طرف زیادہ easily جا سکیں گے۔ اس کے علاوہ آپ جو international funding بات کرتے ہیں تو اس پر dependence کم ہوگی بجائے بڑھنے کے کیونکہ جب آپ چھوٹے projects لگائیں گے تو اس میں آپ اپنے local investors اور بڑی companies کو جیسے Angro, Fauji Fertilizers کو involve کر سکتے ہیں۔ اگر آپ ان کے تعاون سے local subsidy provide کر دیں کہ وہ یہاں پر power

produce کرنے کے لیے invest کریں۔ اس سے فائدہ نہ صرف یہ ہوگا کہ ہم باہر سے funds or aids نہیں لینی پڑیں گی بلکہ ہمارا internally investment structure strong ہو جائے گا اور revenue کا structure بھی strong ہو جائے گا۔ لہٰذا یہ ایک feasible model ہوگا۔ شکریہ۔

میڈم ڈپٹی سپیکر: شکریہ۔ محمد وقار صاحب۔ ذرا مختصر اور جامع رکھیں۔

جناب محمد وقار : شکریہ سپیکر صاحبہ۔ مختصر اور جامع رہتے ہوئے میں یہ کہنا چاہوں گا کہ Federal Government and Provincial Governments ایک teamwork میں رہتے ہوئے State کے مسائل کو حل کریں۔ یہ اچھی بات ہے کہ صوبوں کو بھی recommend کیا گیا ہے لیکن پہلی responsibility Federation کی آتی ہے۔ میں اس موقع Foreign Ministry کو represent کرتے ہوئے تبریز مری صاحب اور ایلیہ صاحبہ کا شکریہ ادا کرنا چاہتا ہوں کہ انہوں نے Foreign Ministry کو recommend کیا اور ایوان کی معلومات کے لیے میں بتا دینا چاہتا ہوں کہ یہ ہماری پالیسی میں یہ چیز شامل ہے کہ انڈیا کے ساتھ جو civil nuclear agreement 2004 میں کیا گیا ہے وہ پاکستان کے ساتھ بھی کیا جائے۔ Further یہ ہے کہ میں اس میں یہ بھی add کرنا چاہوں گا کہ فرانس کے ساتھ جو ہمارا civil nuclear agreement 1974 میں suspend کیا گیا تھا اس کے لیے بھی کام کیا جائے۔ شکریہ۔

میڈم ڈپٹی سپیکر: جناب نمیر صاحب! آپ نے اس Resolution کے آخر میں ایک لفظ (Conferences) کا addition کرایا تھا۔ اس کو میں اس میں شامل کر دیتی ہوں۔ Now, I put the Resolution to the House.

(The Resolution was adopted.)

Madam Deputy Speaker: Consequently, the Resolution is adopted. Now Malik Rehan Baloch sahib please move item No.3.

Malik Rehan Baloch : Thank you Madam Speaker. I would like to move the following resolution:

> "This House is of the opinion that the demographic change in Balochistan, Sindh and KPK under the auspicious of the state institutions which is very dangerous/detrimental to the national integration, sovereignty, law and order. Refugees from Afghanistan and Iran have been given national identity cards and domicile

certificates in Balochistan should be stopped. Legal and illegal camps in various parts of Balochistan should be abolished and pushed back to their respective areas.”

میڈم سپیکر! جیسا کے ہم سب کو پتا ہے کہ یہ ایک national issue ہے۔

It will lead ultimately towards disintegration because there is no check and balance. It begets political, social, religious and economic problems in KPK, Sindh and Balochistan. As it is known to everyone that under this surveillance and patronage of State Institutions and agencies, a demographic change is being seen in Balochistan. This is being to change Baloch majority into minority. This tricky tactic has been initiated in order to curb and dwindle the Baloch nationalism by making so called buffer nations. This is very fatal and dangerous to the national integration. Demographic change in Balochistan is providing fuel to the fire of ongoing insurgencies and militancy.

میڈم سپیکر! بلوچستان کی آبادی 10.5 million ہے۔ ضیاء کے دور میں افغانستان سے 7.5 million refugees through porous border چمن کے راستے آئے تھے اور مشرف کے دور میں جو war on terror شروع ہوئی تھی اس میں بھی 3 million Afghan refugees بلوچستان میں آئے تھے-----

Madam Deputy Speaker: Order in the House please.

ملک ریحان بلوچ : جو کوئٹہ اس کی periphery میں still settled ہیں۔ ان میں کچلاک ہے، چاغی ہے، پشین ہے، قلع سیف اللہ ہے، قلع عبداللہ ہے۔ ان refugees میں majority پختون کی ہے اور ان میں سے کچھ ہزاراوال بھی ہیں جو وہاں پر settled ہیں۔ اسی وجہ سے local population is turning into minority. وہ کوئٹہ میں، چمن میں، پشین میں، کچلاک میں، مستونگ میں پراپرٹی خرید رہے ہیں اور ان کو ID cards بھی issue کیے جا رہے ہیں under the patronage of State institutions. ان میں بلوچ اور پختون جو nationalists ہیں، نے دو، تین مرتبہ اس مسئلے کو National Assembly میں بھی اٹھایا ہے لیکن ابھی تک کوئی بھی step نہیں لیا گیا ہے۔

اب میں problems کی طرف آتا ہوں۔ یہاں پر law and order کا سب سے زیادہ مسئلہ ہے۔ Political ambiguities ہیں۔ بلوچستان میں جو majority Baloch population is transforming into minority. Afghan Refugees are occupying high posts in Balochistan. اس کی بڑی مثال یہ ہے کہ ہماری جو اس وقت Health

Minister ہیں وہ سپن بولدک سے ہیں جن کا نام عین الشمس ہے اور وہ بھی افغان مہاجر ہیں۔ Local population is being devalued and degraded in realm of jobs and opportunities. Illegal arms and target killings کی وجہ تو آپ سب کو پتا ہے۔ Social unrest ہے، a new culture of Kalashnikovs, drugs, smuggling, land mafia, kidnapping یہ سب کچھ بلوچستان میں آ گیا ہے اور یہ سب کچھ افغان مہاجرین کی وجہ سے ہے۔

Local culture, language and traditions are losing its importance and value. Economic burden is already tumbling economy. Local labour is being kicked up. Refugees are illegally occupying local lands. Energy crisis in Balochistan imbalances in the demand and supply of resources.

Sectarianism is taking roots in Balochistan, as we experienced recently regarding the killings of Hazara. Killings and kidnapping of minorities is seen in Balochistan because of these refugees.

جو طالبان شوریٰ کوئٹہ میں active ہے، یہ بھی سارے refugees ہیں جو کوئٹہ میں ایک جگہ ہے خروٹآباد وہاں رہتے ہیں۔ جو responsible institutions ہیں، میں ان کو بھی point out کرنا چاہتا ہوں، جو State agencies ہیں۔ اس میں آرمی بھی directly involve ہے، اس میں Frontier Corp ہے، اس میں کچھ NGOs بھی ہیں، اس میں NADRA بھی ہے جو کوئٹہ کینٹ میں ہے تاکہ لوگوں کو easily شناختی کارڈ دیا جا سکے۔ اب میں recommendation کی طرف جا رہا ہوں۔

(i) All legal and illegal refugees camps in Balochistan, particularly, in Chaghi, Qila Abdullah, Qila Saifullah, Pasheen, Quetta and Kuchlak should be abandoned and all good and bad refugees should be forced back to their respective areas.

(ii) A fool proof security on porous border should be ensured.

(iii) NADRA should stop issuing local certificates, ID cards, etc. and cancel all the issued cards of every sort.

(iv) Agencies and Frontier Corp should support in the demographic change in Balochistan because it will be fatal to the national security, peace and prosperity.

(v) All illegal lands and properties assumed by the foreigners should be backed to their local land holders.

(vi) Drugs barons and land mafia should be eliminated from Balochistan, Sindh and KPK.
(vii) All occupied posts/jobs by the refugees in Balochistan should be returned to locals.
(viii) Census should be conducted unbiased and new allocation of seats and quotas should be ensured.
(ix) Local certificates should be given to all those who are settled in Balochistan for 30 years.
(x) Social and political order before Soviet invasion should be ensured and revised in Balochistan.

Thank you very much.

میڈم ڈپٹی سپیکر: شکریہ۔ محترم نجیب عابد بلوچ صاحب۔

جناب نجیب عابد بلوچ : شکریہ میڈم۔میں ملک ریحان صاحب کا بڑا شکر گزار ہوں کہ انہوں نے ایک انتہائی اہم topic جو بلوچ سے تعلق رکھتا ہے، پر ایک Resolution move کی۔ چاہیے تو یہ تھا کہ ہمیں بھی اعتماد میں لیتے لیکن یہ ان کی اعلیٰ ظرفی ہے۔

1970 میں جب اس region میں cold war شروع ہوئی تو بلوچستان میں Russian influence بڑھ گئی اور بلوچوں کو as communist and pro-Russia label کیا گیا۔ اس کے نتیجے میں جب war ہوئی اور USSR کی invasion ہوئی افغانستان میں تو more than 2.5 million Afghan refugees خیبرپختونخوا، بلوچستان اور حتیٰ کہ کراچی تک پہنچ گئے۔ ان کی border پر کوئی checking نہیں ہوئی۔ وہ بھیڑ بکریوں کی پاکستان میں داخل ہوئے۔ ان کو بلوچوں اور خیبرپختونخوا کے غیور عوام نے اپنے سروں پر بٹھایا اور ان کو اپنی economy میں جگہ دی اور ان کی مدد کی لیکن state تو state ہے، اس نے تو فیصلہ کر لیا ہے کہ ان کو بلوچستان چاہیے اور بلوچ نہیں چاہییں۔ یہ آپ دفاع پاکستان کونسل میں slogans میں بھی دیکھ لیں کہ بلوچستان پاکستان کی شہ رگ ہے، کاش کہ وہ یہ کہتے کہ بلوچ پاکستان کی شہ رگ ہے۔ ہم اس پر کیا کر سکتے ہیں۔

بلوچستان کا capital کوئٹہ ہے، اگر آپ 1986 کی census دیکھیں تو اس میں Baloch are in majority in Quetta لیکن جب آپ 1988 کی census

دکھیں گے تو بلوچ وہاں پر minority تبدیل ہو جاتے ہیں۔ کیا وہاں پر بلوچ لاکھوں کی تعداد میں مر گئے؟ یا ان کو مار دیا گیا۔ نہیں ایسا نہیں ہوا۔ وہاں پر افغان مہاجرین کو register کیا گیا۔ بلوچستان کے capital میں جیسے شالکوٹ جسے شال بھی کہا جاتا ہے تاریخی زبان میں، وہاں پر بھی افغان مہاجرین نے زمینیں خریدی ہیں۔ اس کا جو سب سے بڑا affect بلوچستان جیسے غریب صوبے پر پڑا ہے وہ اس کی economy پر پڑا ہے۔ وہاں کی اتنی چھوٹی economy ہے، ان کے پاس بجٹ ہے ہی نہیں اور اتنا بڑا بوجھ، more than 15 lacs کا بوجھ بلوچستان اٹھا رہا ہے۔ حال ہی میں NADRA کے تقریباً 04 scams پکڑے گئے ہیں بلوچستان میں جن میں مند، جیونی، تافتان اور چمن میں، جہاں پر illegal registration of Afghan Refugees and Iran Refugees ہوئی ہیں۔ کوئٹہ کی ایک عجیب بات بتاؤں کہ کوئٹہ میں ایک لفظ 'اوتاق' استعمال کیا جاتا ہے جو طالبان استعمال کرتے ہیں اور اس کا مطلب ہوتا ہے کہ ایک اس ہال جیسا کمرہ ہے جس میں فدائین، خودکش حملہ آوروں کی training ہوتی ہے۔ جو طالبان جہاد کرنے کے لیے جاتے ہیں یا جو terrorists ہیں کوئٹہ میں وہ ایک یا دو نہیں ہوتے بلکہ وہ درجنوں کی تعداد میں جاتے ہیں اور آپ لوگ، اسلام آباد کے لوگ کہتے ہیں کہ کوئٹہ شوریٰ کی existence نہیں ہے تو پھر یہ اوتاق کس لیے ہے۔ پاکستان کی فوج اور ہماری law enforcement agencies ان کو support کرتی ہیں اور ان کو افغانستان بھیجتے ہیں اور وہاں پر terrorism ہوتی ہے اور ہم بدنام ہوتے ہیں۔ بلوچستان میں sectarian killings specially یہ بڑا issue ہے۔ میں ایک مرتبہ پھر ریحان صاحب کا شکریہ ادا کرتا ہوں۔ شکریہ۔

میڈم ڈپٹی سپیکر: شکریہ۔ جناب سلیم خان صاحب۔

جناب سلیم خان : شکریہ میڈم سپیکر۔ میں سب سے پہلے یہ کہنا چاہتا ہوں کہ ریحان صاحب نے جو یہ Resolution پیش کی ہے، اس میں سے میں دو، تین lines پڑوں گا اور ایک تبدیلی بھی چاہوں گا کہ "Refugees from Afghanistan and Iran have been given National Identity Cards and domicile certificates in Balochistan should be stopped." Madam Speaker, words "should be removed" instead of should be stopped" ہونا چاہیے۔ اگر ہم تاریخ دیکھیں کہ 1979 میں جب Russia نے افغانستان پر حملہ کیا تھا تو نجیب عابد صاحب نے کہا تھا کہ 2.5

2.5 million نہیں تھے بلکہ 1.3 million refugees تھے جو سارے پاکستان میں آ کر بس گئے۔ million refugees بلوچستان آئے تھے۔ عرض یہ ہے کہ یہ

میڈم ڈپٹی سپیکر: بار بار کسی رکن نہ نام نہ لیں۔ آپ یہ کہہ دیں کہ جن صاحب نے ابھی کہا تھا۔ لہٰذا don't address. جنہوں نے Resolution پیش کی ہے، ان کا نام بھی نہ لیجیئے۔

جناب سلیم خان : ایک صاحب نے افغانیوں کو بھیڑ اور بکری سے تشبیہ دی ہے تو میں سمجھتا ہوں کہ یہ بھی غلط ہے اور اس کو حذف کیا جائے۔ ایک رکن نے یہ بھی کہا تھا کہ جو ہزارہ کے لوگ مارے گئے تھے تو یہ سب کو پتا ہے کہ ہزارہ کو کس نے مارا تھا اور یہ ایک ground reality ہے۔ ایک رکن نے NADRA کے بات کی کہ وہ card issue کر رہا ہے تو عرض یہ ہے کہ NADRA ایک قومی ادارہ ہے اور کسی کا personal نہیں ہے۔

میں سب سے پہلے بات کروں گا بلوچستان کے بارے میں۔ اگر بلوچستان کو دیکھیں تو اس میں بلوچ، ہزارہ اور پشتون ہیں۔ اس میں 50% بلوچ ہیں، پشتون 35% سے 45% ہیں اور ہزارہ اور دوسری قومیں سب مل کر تقریباً 5% ہیں۔

میڈم ڈپٹی سپیکر: آپ اپنی گفتگو کو conclude کریں۔

جناب سلیم خان : جب Russia نے 1979 میں افغانستان پر حملہ کیا تھا اور اس کے نتیجے میں پاکستان میں refugees آ گئے اور وہ کوئٹہ میں بس گئے اور یہ لوگ تیس سال سے پاکستان میں رہ رہے ہیں۔ اگر ہم international law کو دیکھیں تو پانچ سال آپ اگر کسی جگہ رہ لیں تو آپ کو وہاں کی nationality مل جاتی ہے۔ یہ لوگ تو یہاں پر تیس سالوں سے رہ رہے ہیں اور اگر انہوں نے ID card بنا لیا ہے تو کون سا بڑا جرم کیا ہے۔ لہٰذا میں یہ کہنا چاہتا ہوں کہ it should be removed کیونکہ یہ پشتونوں کے ساتھ زیادتی ہے۔

(interruption)

Madam Deputy Speaker: You are not supposed to address him like that. Kindly maintain the decorum of this House. I can see some of the members having some indiscipline attitude. I can see and I don't want to point out. This is the last warning. Now, Jamal Jami Sahib.

جناب جمال نصیر جامی : شکریہ میڈم سپیکر۔ میڈم سپیکر اس Resolution میں جیسے سندھ کا ذکر بھی کیا گیا،بلوچستان اور خیبرپختونخوا کا بھی ذکر کیا

گیا لیکن میں سندھ کے حوالے سے کراچی کا ذکر کرنا چاہوں گا چاہوں پر بالخصوص افغان مہاجرین بھی ہیں، بنگالی بھی ہیں، بہاری بھی ہیں، ایرانی بھی ہیں، اس کے علاوہ ملائیشین اور انڈونیشین وغیرہ بھی ہیں۔ میڈم سپیکر! جب بھی کوئی شخص اپنا ملک چھوڑتا ہےتو وہ خوشی سے نہیں چھوڑتا بلکہ کوئی نہ کوئی fault lines ہوتی ہیں جن کی وجہ سے وہ ہجرت کرنے پر مجبور ہوتے ہیں اور وہ fault lines بھی عموماً ان کے ساتھ ہی آ جاتی ہیں۔ ہمارے ہاں چونکہ کوئی check and balance نہیں ہے اور یہاں پر unemployment بھی ہے اس لیے وہ law and order میں اپنا حصہ شامل کرتے ہیں کیونکہ ان کے پاس کوئی کام نہیں ہوتا تو اس لیے انتہا پسند تنظیمیں ان کو استعمال کرتی ہیں۔ میڈم سپیکر! یہ میرا اپنا مشاہدہ ہے کہ کراچی میں بالخصوص domicile and PRC اندرونی سندھ کے افراد کو تو بنانے میں مشکل ضرور پیش آتی ہے لیکن ویسے اس کا rate Rs.500/- ہے۔ NIC کا تجربہ تو میرا نہیں ہے لیکن میرا خیال ہے کہ کراچی میں Rs.1000/- میں وہ بھی بن جاتا ہوگا۔

اس کے علاوہ کراچی میں موجود جامعات میں اندرون سندھ کے طلبہ کا تو کوٹا ہے لیکن مہاجرین جعلی NIC, domicile and PRCs حاصل کرکے باآسانی داخلہ لے سکتے ہیں۔ اس کے علاوہ میڈم سپیکر! بالخصوص میں ایک چیز point out کرکے بتانا چاہوں گا کہ ہمارے ہاں ایک علاقہ ہے اورنگی ٹاؤن کا جس کی اکثریت آبادی تقریباً 18 سے 20 لاکھ ہے اور دنیا کی سب سے بڑی کچی آبادی ہے اور وہاں پر بہاری مہاجرین آباد ہیں جو پاکستان کے دو لخت ہونے کے بنگلہ دیش سے آئے تھے۔ یہ تین لاکھ افراد تو ہم نے لیے تھے اب وہاں پر 18 لاکھ کی آبادی ہے اور باقی شہروں میں بھی تقریباً 8 سے 10 لاکھ ہیں۔ ایک حقیقت یہ بھی ہے کہ جن کے رشتہ دار یہاں پر آ چکے ہیں ان کو پاکستان میں آنے کے لیے صرف ٹکٹ لینے کی ضرورت پڑتی ہے باقی کوئی check and balance نہیں ہے اور دیگر مسائل کیونکہ ہمارے اپنے پیدا کیے ہوئے ہیں اور ہم کیونکہ افغان جنگ میں شامل تھے اور دنیا کے قوانین کے مطابق مہاجرین آیا کرتے ہیں اور ہم ماضی میں واپس تو نہیں جا سکتے لیکن اس طرح سے جعلی NICs دینا اور پھر اس کا خود سپریم کورٹ میں اعتراف کرنا کہ ہم نے NICs جاری کیے، domiciles جاری کیے، PRCs دیں، اس سے بہتر یہ ہوگا کہ ہم انہیں legal way میں register کریں اور اس مسئلے کو حل کریں۔

میڈم ڈپٹی سپیکر: ٹھیک ہے۔ جناب حامد چوہدری صاحب۔

جناب محمد حامد چوہدری : شکریہ محترمہ سپیکر صاحبہ۔ سب سے پہلے تو میں ریحان بلوچ صاحب کو مبارکباد پیش کرتا ہوں کہ انہوں نے یہ قرارداد پیش کی۔

محترمہ ڈپٹی سپیکر: آپ کسی کا نام نہ لیں۔ آپ بس یہ کہہ دیں کہ جنہوں نے قرارداد پیش کی۔

جناب محمد حامد چوہدری : حکومت پاکستان نے ایک سروے کیا تھا جس میں یہ بات پتا چلی تھی کہ 90% terrorist activities کے links ملتے ہیں افغان مہاجرین کے camps سے جو بلوچستان میں موجود ہیں۔ یہاں پر بلوچستان کا نام اس لیے لے رہے ہیں کیونکہ terrorist activities کا hub اسی کو سمجھا جاتا ہے۔ میں یہاں پر بلوچ عوام پر الزام نہیں لگا رہا ہوں لیکن جو مہاجرین وہاں سے training لے کر آتے ہیں، جو مہاجرین کے بھیس میں آتے ہیں----

جناب سلیم خان : میڈم ایک point of order ہے۔

محترمہ ڈپٹی سپیکر: جی جناب سلیم صاحب۔

جناب سلیم خان : یہ افغان مہاجرین نہیں بلکہ یہ اب پاکستان کا حصہ ہیں۔

محترمہ ڈپٹی سپیکر: سلیم خان صاحب! آپ اپنی سیٹ پر کھڑے ہو کر بات کیجیئے ۔

جناب سلیم خان : یہ بار بار افغان مہاجرین کہہ رہے ہیں جبکہ یہ تو اب پاکستان کا حصہ ہیں۔

محترمہ ڈپٹی سپیکر: شکریہ۔ جی حامد چوہدری صاحب۔

جناب محمد حامد چوہدری : میڈم سپیکر! 2007 میں 337 Afghan Nationals سعودی حکام نے arrest کیے تھے جو کہ سعودی عرب میں پاکستانی پاسپورٹ پر حج کرنے گئے تھے۔ یہ سب اسی وجہ ہوا کیونکہ ان کی یہاں پر پہلے fake registration ہوئی، ان کا fake NIC بنا پھر اسی کی مدد سے fake passport بنا کر وہ لوگ حج کرنے گئے۔ اسی طرح کی ایک اور مثال ہے کہ اکتوبر 2003 میں 246 Taliban Nationals جو as a Baloch nationals pose کر رہے تھے ان کو کوئٹہ کے ہسپتال سے arrest کیا گیا تھا جو بعد میں find out ہوا تھا کہ یہ لوگ طالبان ہیں اور یہاں پر افغانستان سے زخمی ہونے کے بعد علاج کرانے آئے تھے۔ اصل میں میرا جہاں تک خیال ہے کہ اس وقت ضرورت اس امر کی ہے کہ

NADRA اور passport issuing authority ہے ان کو اپنے نظام کو مزید شفاف بنانا چاہیے۔ یہ مہاجرین ہمارے بھائی ہیں لیکن ان کو proper channel کے ذریعے register کیا گیا۔ شکریہ۔

محترمہ ڈپٹی سپیکر: ٹھیک ہے۔ محترمہ انم محسن صاحبہ۔

Miss Anum Mohsin : Thank you Madam Speaker. I would just like to highlight two points.

ان میں سے ایک point یہ ہے کہ refugees پر under international law ایک کمیٹی بنائی جاتی ہے اور probably پتا نہیں پاکستان میں اور specially بلوچستان میں بنی تھی کہ نہیں after Afghan war, then Reconstruction or rehabilitation programme جاری ہوتا ہے جہاں پر IDPs or refugees آتے ہیں۔

دوسرا point یہ ہے کہ یہاں پر ایک بات بار بار highlight کی جا رہی ہے اور وہ ہے national security and integration کی بات تو ہمیں اس کو consider کرنا چاہیے کہ ایسی کوئی بھی چیز بلوچستان میں زیادہ نہ trigger کی جائے جس سے national disintegration ہو۔ شکریہ۔

میڈم ڈپٹی سپیکر: شکریہ۔ جی محترم حسیب احسن صاحب۔

جناب محمد حسیب احسن : میڈم سپیکر! یہ refugees کا مسئلہ سندھ سمیت پورے پاکستان میں ہے۔ ضیاء دور میں امریکہ کی افغانستان میں مداخلت کے بعد 30 لاکھ کے قریب refugees یہاں پر آئے جن میں سے کراچی اور سندھ سمیت تقریباً 10 لاکھ افغان مہاجرین موجود ہیں جن کا معاشی طور پر ہمارے ملک پر بہت بوجھ پڑھ رہا ہے اور ہمارے اپنے لوگ بھی بے روزگار ہیں اور اوپر سے ان کا بوجھ بھی ہم برداشت کر رہے ہیں۔ اس کے علاوہ ان مہاجرین میں drug mafia, اسلحہ مافیا، بہت common ہے۔ NADRA نے UNHCR کے تعون ان کے temporary ID cards issue کیے گئے لیکن جیسا کہ سب جانتا ہے کہ corruption ہماری جڑوں میں بسی ہوئی ہے۔ وہاں پر بھی یہ ہو رہا ہے۔ NADRA کی انتظامیہ نے ان کو کچھ پیسوں کے عوض ان کو original ID cards, Pakistani nationality دے رہے ہیں یعنی کہ ہم بہت معمولی پیسوں میں ہم بک گئے ہیں اور ان کو اپنی nationality دے رہے ہیں۔ میری اعلیٰ حکام سے اور اس کے متعلقہ وزراء سے گزارش ہے اور appeal ہے اس Youth Parliament کے platform سے کہ اس پر check and balance رکھا جائے اور accountability کی جائے

تاکہ ہمارے ملک پر معاشی بوجھ کم ہو اور law and order کی condition بہتر ہو سکے۔ شکریہ۔

میڈم ڈپٹی سپیکر: محترم جناب محمد عتیق صاحب۔

جناب محمد عتیق : شکریہ میڈم سپیکر۔ میں آپ کی توجہ اس طرف دلانا چاہوں گا کہ ہماری جو اس وقت foreign policy towards South Asia ہے، اس میں یہ ہے کہ افغانستان میں pro-Pakistan Government کو قائم کرنا جو کہ طالبان کی ہے اور انڈیا کی insurgency کو بلوچستان میں کم کرنا ہے۔ اس تناظر میں جب ہم دیکھیں گے تو پھر ہمارے اندر ایک understanding پیدا ہوگی کہ ہم لوگ یہ کیا کر رہے ہیں۔ بہرحال اس وقت double cross game Pakistan's Foreign Policy میں ہے اور اسی چیز پر امریکہ کو reservations بھی ہوتی ہیں اور پھر وہاں پر بلوچستان پر ایک Resolution بھی لائی جاتی ہے تاکہ اس پر ان کی کانگریس بات کر سکے۔ لہٰذا اس تناظر میں جب ہم دیکھیں گے تو ان کو national identity cards اور اس طرح کی دوسری چیزیں official capacities میں کیوں لائی جا رہی ہیں تو پھر یہ چیزیں آپ کو سمجھ آئیں گی۔ اس سلسلے میں ہماری جو Ambassador ہیں امریکہ میں محترمہ شیری رحمٰن صاحبہ ان کا ایک institute ہے، جس کا نام Jinnah Institute جس کو وہ head کرتی ہیں، یہ ایک think tank ہے، ان کا بھی اس فارن پالیسی پر ایک paper موجود ہے۔ بہرحال یہ جو double cross game ہے ، یعنی ایک طرف تو ہم war on terror میں حصہ بھی لے رہے ہیں اور aid بھی لے رہے ہیں اور دوسری طرف insurgency کو بھی ختم کرنا چاہ رہے ہیں اور ابھی جو recent واقعات ہوئے ہیں جیسے کہ بنوں جیل میں سے 384 قیدیوں کو رہا کیا گیا ہے، وہ بھی اسی سلسلے کی کڑی ہے جس میں ہم pro-Taliban Government افغانستان میں قائم کرنا چاہتے ہیں۔ شکریہ۔

میڈم ڈپٹی سپیکر: جناب محمد عامر خان کھچی صاحب۔

جناب محمد عامر خان کھچی : سب سے پہلے تو میں اپنے بلوچ بھائیوں کے ساتھ ہمدردی کا اظہار کرتا ہوں کہ انہوں نے اس issue کو یہاں پر discuss کیا۔ دوسری بات میں یہ کہنا چاہتا ہوں کہ nothing is more important than national integration. اگر آج کراچی حالات خراب ہیں اور target killing ہو رہی ہے تو اس کا impact پورے پاکستان پر ہو رہا ہے۔ اگر آج کوئٹہ میں problems ہیں تو اس کا impact بھی پورے پاکستان پر ہو رہا ہے۔ بلوچ کے genuine concerns

ہیں، اس معاملے میں ہمیں as a Youth Parliamentarian ایک positive role ادا کرنا چاہیے اور ہمیں اس Resolution کو فوراً pass کرنا چاہیے۔ ہماری state institutions پر check and balance رکھا جائے کیونکہ وہ Baloch issue کو مزید complex کر رہے ہیں۔ ہمیں اس مسئلے کو seriously لینا چاہیے and it is the need of the hour to take this issue on urgent footing.

میڈم ڈپٹی سپیکر: شکریہ۔ جناب علی رضا صاحب۔

جناب علی رضا : شکریہ میڈم سپیکر۔ ایک عجیب معاملہ ہے کہ آگے کنواں ہے اور پیچھے کھائی ہے۔ بات کھل کر کہہ بھی نہیں سکتے اور بات چھپا بھی نہیں سکتے لیکن میں تھوڑا سا وقت لینا چاہوں گا۔ باجوڑ ایجنسی سے بات شروع کرتے ہیں۔ باجوڑ ایجنسی میں غالانئی میں ایک جرگہ ہو رہا تھا وہاں پر تقریباً 25 کے قریب طالبان گئے۔ باجوڑ ایجنسی کی کافی population ہے، جب علاقوں والوں سے پوچھا کہ آپ کو کیا مسئلہ ہے۔ انہوں نے اپنی سادگی میں بتا دیا کہ یہاں پر چور اچکے اور جو لوگ قتل کرکے بھاگ جاتے ہیں یعنی جو قاتل لوگ ہیں وہ یہاں پر کچھ زیادہ ہو گئے ہیں۔ انہوں نے کہا کہ اچھا ٹھیک ہے، ہمارے پاس اس کا علاج ہے۔ دو دن کے بعد انہوں سب لوگوں کو اکٹھا کیا اور وہی پانچ لوگ جو اس جرگے نے identify کیے تھے ان سب کو ذبح کر دیا گیا۔ اس کے بعد سے باجوڑ ایجنسی میں طالبان نے اپنا control قائم کیا اور وہ 25 قریب لوگ 2500 لوگوں میں convert ہو گئے۔ وہ لوگ کہاں سے آئے یہ مجھے نہیں پتا۔

اس کے بعد بلوچستان کا معاملہ ہے۔ KPK میں، ضیاء دور میں، جنگ کے نتیجے میں تقریباً 20 لاکھ کے قریب افغان مہاجرین آئے لیکن عجیب معاملہ یہ ہے کہ ان کا KPK میں بہت زیادہ hold ہے، مجھے نہیں معلوم کہ بلوچستان اورکراچی میں کیا صورتحال ہے۔ KPK میں باقاعدہ علاقے ہیں جن میں یہ افغان لوگ بہت زیادہ تعداد میں رہتے ہیں۔ اگر electoral role پر غور کیا جائے تو اس میں NADRA کے بنے ہوئے تقریباً دو لاکھ شناختی کارڈ ایسے تھے جو ان کے system سے leak out ہوئے تھے اور جو system سے leak out ہوئے تھے ان کے بارے میں کہا گیا تھا کہ وہ NADRA والوں نے issue کیے ہیں۔ اب یہ نہیں معلوم کہ کتنے روپے کے عوض issue کیے تھا۔ اب آج بلوچستان والے کہتے ہیں کہ یہ لوگ زمینیں خرید رہے ہیں، یہ لوگ گھر خرید رہے ہیں تو بھئی

آپ بیچتے کیوں ہیں۔ سوال تو یہ پیدا ہوتا ہے۔ آپ کے اپنے لوگ ان کے ساتھ involve ہوتے ہیں۔ پھر آپ گلے بھی کرتے ہیں۔ آپ لوگ بھی ایک طرح سے ان کے قبضے میں آ گئے ہیں۔ نہ آپ ان سے جان چھڑا سکتے ہیں، نہ آپ ان سے پیچھا چھڑا سکتے ہیں۔ آپ ان کو اپنے سے separate consider کرتے ہیں۔ بلوچ کبھی یہ نہیں کہتے ہم پشتون کی بات کرنے والے ہیں لیکن پھر آپ یہ کہتے ہیں وہ ہمارے اوپر عذاب ہیں۔ میرے خیال میں ہمیں اپنے رویے تبدیل کرنے ہوں گے۔ شکریہ۔

میڈم ڈپٹی سپیکر: شکریہ۔ جناب تبریز مری صاحب۔

جناب تبریز صادق مری : شکریہ میڈم سپیکر۔ سب سے پہلے تو میں یہ بتانا چاہوں گا کہ بلوچستان پاکستان کی شہ رگ ہے لیکن بلوچ بھی پاکستان کے لیے اتنا ہی important ہے جتنا کہ کسی اور ethnicity کے لوگ پاکستان میں۔ اب issue یہاں پر یہ ہے کہ ہمارے internal differences اب اتنے بڑھ چکے ہیں اور اتنے international ہو چکے ہیں کہ بات ہوتی ہے پاکستان میں اور discussion ہوتی ہے امریکہ میں۔ ہم لوگوں کو خود موقع دیتے ہیں کہ وہ بیٹھ کر ہماری internal sovereignty کے معاملات کو discuss کر سکیں۔ یہ indeed ایک بہت ہی grave situation ہے جس پر غور و فکر کرنا پڑے گا۔ جہاں تک مسئلہ ہے refugees کا تو it is indeed our concern. یہ واقعی ایک مسئلہ ہے۔ I will talk about Karachi, in particular. 1 to 1.5 million refugees اس وقت موجود ہیں کراچی میں۔ جب refugees آتے ہیں یا urban migration ہوتی ہے تو اس کے کچھ impacts ہوتے ہیں۔ سب سے پہلا impact یہ ہوتا ہے کہ جو local population ہوتی ہے that gets deprived of employment. جب ان کے پاس سے employment چھنی جاتی ہے یا جب ان کو لگتا ہے کہ ان کے rights بھی چھنے جا رہے ہیں تو ایک resentment پیدا ہوتی ہے اور جب یہ resentment پیدا ہوتی ہے تو conflict create ہوتا ہے جس کی وجہ سے ہم آج بھی دیکھتے ہیں کہ بلوچستان میں sectarian killings بھی ہو رہی ہیں، ہم یہ بھی دیکھتے ہیں refugees مارے جاتے ہیں not only in Balochistan but ہر جگہ پر اس طرح کی situation ہے۔ Lawlessness کی بھی situation بڑھتی ہے، urban slums بڑھتے ہیں۔ یہ indeed ایک issue ہے جس کو ہمیں deal بھی کرنا ہے لیکن اس پر ہم کوئی haphazard decision لینا بھی afford نہیں کر سکتے۔ اس لیے میری درخواست

ہوگی اس ایوان سے کہ اس issue کو discuss کیا جائے اور اس issue پر compromise بھی کیا جائے اور ہم بالکل rigid stance نہ لیں۔ جہاں پر ہم compromise کر سکتے ہیں وہاں پر ہمیں compromise کرنا چاہیے۔ بلوچ عوام اور بلوچستان کے concerns ہیں اور وہ valid concerns ہیں اور ان concerns کو بھی resolve کرنا چاہیے۔ شکریہ۔

میڈم ڈپٹی سپیکر: شکریہ۔ جناب گلفام مصطفیٰ صاحب۔

جناب گلفام مصطفیٰ: شکریہ میڈم سپیکر۔ میں زیادہ detail میں نہیں جاؤں گا۔ ہمارے system میں بہت سی خامیاں ہیں اور ہم سب ان خامیوں سے واقف ہیں۔ ہم یہ بھی جانتے ہیں کہ یہاں پر جو افغان nationals ہیں وہ ہماری اور ہمارے ملک کی security and law and order کے لیے ایک خطرہ ہیں کیونکہ افغانستان میں خانہ جنگی کی جو صورتحال رہی ہے اس میں بہت سی وہاں معاشی برائیاں بھی پیدا ہوئی ہیں اور وہ معاشی برائیاں ان مہاجرین کے ساتھ پاکستان میں آئی ہیں۔ ہمیں اپنے system کو صحیح کرنا چاہیے۔ ایک طرف تو یہ فیصلہ کرنا ہے کہ ہم نے ان کو nationality دینی ہے یا نہیں دینی ہے، اس کو properly legalize کرنا چاہیے۔ اس کے لیے باقاعدہ ایک process set کرنا چاہیے تاکہ کوئی illegal طریقے سے ہمارے ملک کا NIC حاصل نہ کر سکے۔ دوسری طرف یہ ہے کہ ہمارے پاس اس وقت دنیا کا سب سے بڑا citizen کا database ہے جسے ہم NADRA کے through manage کر رہے ہیں اور یہ ایک exemplary database ہے پوری دنیا میں۔ ہمیں اس سے مزید استفادہ حاصل کرنا چاہیے۔ جب ہمارے ہاں کوئی بچہ پیدا ہوتا ہے تو اس کی registration or citizenship اس کو proper طریقے سے کرنا چاہیے اور ہم Child Rights Convention کے through اس کو acknowledge کر چکے ہیں۔ اس لیے ہمیں اس بچے کی proper birth registration کو arrange کرنا چاہیے۔ پنجاب میں تو یہ سب معاملات NADRA کے ساتھ affiliate ہو چکا ہے۔ باقی علاقوں کے بارے میں مجھے نہیں پتا لیکن اگر ہم throughout پاکستان اس کو NADRA کے database کے ساتھ joined کر لیتے ہیں تو اچھا ہوگا۔ پھر اسی بنیاد پر domicile دینا چاہیے اور domicile system کو بھی NADRA کے ساتھ جوڑنا چاہیے تاکہ اس بچے کی birth کو NADRA کے database سے verify کیا جا سکے۔ پھر domicile base CNIC دیا جائے تاکہ یہ سارا process streamline ہو جائے۔ شکریہ۔

میڈم ڈپٹی سپیکر: جناب حماد ملک صاحب۔

جناب محمد حماد ملک : شکریہ میڈم۔ سب سے پہلے تو میں ایوان کی توجہ اس بات پر دلانا چاہوں گا کہ ہم اپنے topic سے کافی deviate کر گئے۔ ہمارا topic تھا کہ جو refugees پاکستان میں ہیں اور جن کو register کیا جا رہا ہے ان کی registration کو stop کیا جائے اور دوسری بات یہ تھی کہ ان کے جتنے بھی legal or legal camps کو ختم کیا جائے۔ میں اس بات سے totally agree کرتا ہوں کہ یہ کام ہونا چاہیے لیکن جناب والا! کچھ باتیں میں یہاں پر لازمی mention کرنا چاہوں کہ بےشک افغان مہاجرین کی 1970 کے بعد سے infiltration start ہوئی تھی اور تقریباً 30 لاکھ کے قریب پاکستان میں آئے۔ ان میں سے 20 لاکھ KPK میں آئے، 7 لاکھ کے قریب بلوچستان میں آئے اور باقی دوسرے صوبوں میں گئے۔ یہ سب لوگ جو آئے وہ ہمارے بھائی تھے، ہم نے انہیں جگہ دی کیونکہ پشتون سے ان کے relations بھی ہیں اور وہ بہت پرانے relations ہیں۔ انہوں نے ان کو رہنے کی جگہ دی۔ As a refugees وہ یہاں پر رہے، انہوں نے روزگار بھی حاصل کیا اور بہت کچھ ہوا لیکن اب جب افغان صدر اپنی تقاریر میں بارہا یہ بات کر چکے ہیں کہ ہمارا پاکستان سے زیادہ stabilize ہے تو وہ کیوں اپنے بندوں کو واپس نہیں بلا لیتے۔

میڈم سپیکر! مہاجرین کا آنا پوری دنیا میں ہوتا ہے، ادھر میں ایک بات clear کر دوں کہ میرے ایک ساتھی نے بات کی کہ انہیں یہاں پر status دیا جائے، میڈم سپیکر! International law میں کبھی بھی refugees کو residential status نہیں دیا جاتا۔ Residential status صرف immigrants کو دیا جاتا ہے جو migrate کرکے آتے ہیں but not as a refugee. Refugees war یا کسی بھی اور بڑے crisis کی وجہ سے آتے ہیں اور انہیں residential status قطعاً نہیں دیا جاتا کیونکہ اگر یہ دے دیا جائے تو ایک ملک کی آبادی کے تناسب میں اچانک فرق آ جاتا ہے اور ملک کو سنبھالنا مشکل ہو جاتا ہے۔ ایک اور بات میں بتا دوں کہ وہ یہاں پر آئے اور ان کا span یہاں پر بہت لمبا ہو گیا، ان کو یہاں آئے ہوئے 40 سال ہو گئے ہیں اور ہم نے ان کے لیے کوئی نوکریاں یا کوئی opportunities create نہیں کیں اس لیے illegal activities میں ان کا بہت ہاتھ ہے۔ Normal سی example یہ ہے کہ اسلام آباد کی کچی آبادی ہر illegal activity میں involve

ہے اور یہ بات سب کو پتا ہے کیونکہ وہاں پر بہت زیادہ تعداد میں refugees رہتے ہیں۔

ایک سب سے important بات جو میں اس وقت کہوں گا اور وہ یہ ہے کہ بلوچستان میں تو 7 لاکھ refugees گئے اور KPK میں 20 لاکھ آئے اور ہم نے انہیں welcome کیا، بلوچوں نے بھی welcome کیا تھا لیکن اب بار بار یہ بات کیوں کی جاتی ہے کہ بلوچوں پر ظلم ہو رہا ہے۔ یہاں پر بلوچ قومیت کو آپ جان بوجھ کیوں بار بار لے کر آتے ہیں کیونکہ KPK میں تو 20 لاکھ گئے تھے لیکن انہوں نے بار بار نہیں کہا کہ ہم پر ظلم ہوا، ہماری آبادی کا تناسب disturb ہوا، KPK والوں کی jobs ماری گئیں، KPK والوں کے ساتھ زیادتیاں ہوئیں۔ اگر آپ ملک سے محبت کرتے ہیں تو ملک بھی آپ سے محبت کرتا ہے۔ جتنی بلوچوں کے ساتھ زیادتیاں ہوئیں اتنی ہی یا اس سے زیادہ KPK والوں کے ساتھ بھی ہوئی ہیں۔ لہٰذا بار بار بلوچوں کو mention نہ کیا جائے۔ شکریہ۔

میڈم ڈپٹی سپیکر: شکریہ۔ جناب فہد مظہر علی صاحب۔

جناب فہد مظہر علی : شکریہ میڈم سپیکر۔ میں کوشش یہ کروں گا کہ اپنی پوری ذمہ داری نبھاتے ہوئے ایک پاکستان کا شہری ہونے کے ناتے اور ایک پارٹی یعنی گرین پارٹی کو represent کرنے کے ناتے اس Resolution پر ایک comprehensive light ڈالوں اور وہ یک طرفہ بھی نہیں چاہیے جس سے یہ depiction ہو کہ یہ ایک side یا ایک faction کی side لے رہا ہوں۔

بات کرنے کی یہ ہے کہ جب یہ سارے refugees آئے تو why all those refugees are brought to Balochistan, Sindh and KPK and the adjacent areas like FATA and why not in Punjab? پنجاب میں ان کو کیوں نہیں لایا گیا؟ ہم یہی سنتے رہتے ہیں کہ جی وہ صوبہ گلہ کر رہا ہے، یہ صوبہ گلہ کر رہا ہے، سندھ کو ہمیشہ differences ہوتے ہیں۔ جب بھی اس طرح کی کوئی meeting ہوتی ہے تو وہ اس پر negotiate نہیں کرتے۔ میں یہ نہیں کہہ رہا ہوں کہ پنجاب والے جان بوجھ کر یہ کر رہے ہیں، their people have nothing to do with any policy, any decision which is made on the top. ہم ان کی بات نہیں کر رہے ہیں۔ مجھے تو بلکہ اس بات کی خوشی ہے کہ نہ صرف بلوچ بلکہ پورے پاکستان کے جتنے بھی parliamentarians ہیں، they all have put their inputs اور انہوں نے own کیا کہ national integration پر جب بات آتی ہے یا disintegration پر جب بات آتی

ہے، اس پر ہم سارے firm ہیں کہ اس جیسے actions اور اس طرح کی policies کبھی pursue نہیں کرنی چاہییں۔

دوسری بات ، اس طرف سے سوال اٹھا کہ بلوچوں نے زمین کیوں بیچی؟ انسان کی زندگی میں ویسے تو مال و دولت، جائیداد اور ایسی دیگر چیزیں تو valuable ہوتی ہیں لیکن اس سے بھی زیادہ اپنی اور بچوں کی زندگی عزیز ہوتی ہے۔ میرے خیال میں یہ ایک انسانی فطرت ہے اور سب کا زندگی میں یہی اصول ہوتا ہے۔ یہ لوگ جو آکر زمینیں خریدتے ہیں یہ اتنے اچھے یا شریف ، شرفا میں سے نہیں ہیں کہ وہ صرف یہ کہیں کہ جی یہ زمین دے دیں۔ They have some other means to do. وہ آپ کو harass کرتے ہیں، آپ کو اغوا کرتے ہیں تاوان کے لیے اور پھر آپ کو وہ مجبور کرتے ہیں کہ یہ زمین ہمیں بیچ دیں۔ لہٰذا اس چیز کو بھی مدنظر رکھا جائے۔

دوسری بات یہ ہے کہ جب افغانستان کا معاملہ حل ہو گیا تو یہ لوگ جو یہاں پر وزیر ہیں بالخصوص جو داخلہ کے وزیر ہیں ان سے میں یہ سوال پوچھتا ہوں اور باقاعدہ ان سے کہتا ہوں کہ وہ اس چیز کا notice لیں اور وزیراعظم کو بھی اس چیز کا notice لیں کہ Interior Ministry اس بات کو ensure کرے کہ since there has been a normalization in Afghanistan more or less the statement of Mr. Karzai, کہ وہاں پر حالات normal ہیں اور ہم نے دیکھا بھی ہے کہ جلوزئی کیمپ سے مہاجرین واپس چلے گئے ہیں اور فاٹا سے بھی واپس چلے گئے ہیں تو why not they are going back from Balochistan and Sindh. لہٰذا ضرورت اس بات کی ہے کہ ان کو یہ ensure کرنا چاہیے کہ وہ اپنی پالیسی لے کر آئیں اور ان کو واپس بھیجا جائے۔ شکریہ۔

میڈم ڈپٹی سپیکر: جی سلیم خان صاحب۔

جناب سلیم خان : میڈم اب یہ refugees نہیں ہیں بلکہ یہ پاکستان کا حصہ ہیں۔ میں نے تین چار مرتبہ پہلے بھی کہا ہے کہ یہ اب پاکستان کا حصہ ہیں اور یہ اب پاکستان سے جانا نہیں چاہتے تو آپ لوگ کیں زور دے رہے ہیں۔

میڈم ڈپٹی سپیکر: جناب سلیم خان صاحب! آپ تشریف رکھیے۔

Now, I put the Resolution to this House. “This House is of the opinion that the demographic change in Balochistan, Sindh and KPK under the auspicious of the state institutions which is very dangerous/detrimental to the

national integration, sovereignty, law and order. Refugees from Afghanistan and Iran have been given national identity cards and domicile certificates in Balochistan should be stopped. Legal and illegal camps in various parts of Balochistan should be abolished and pushed back to their respective areas."

(The Resolution was adopted.)

Madam Deputy Speaker: Consequently, the Resolution is adopted. Now, Tauseef Abbasi, please move item No.4.

Mr. Tauseef Ahmed Abbasi : Thank you madam Speaker. I beg to move that this House is of the opinion that immediate action should be taken for due Constitutional recognition and empowerment of the liberated territories (Gil-Baltistan and Azad Jammu & Kashmir) for better administration and economic development of these regions, without compromising Pakistan's claim over the State of Jammu & Kashmir.

جو issues میں briefly discuss کرنے جا رہا ہوں وہ یہ ہیں کہ ہم نے ان issues کے سلسلے میں بے شمار meetings بھی کی ہیں اور ان meetings میں ہماری کمیٹی کے ارکان نے مل کر آزاد کشمیر کے دو سابق وزراء اعظم جن میں سردار عتیق احمد خان صاحب اور بیرسٹر سلطان محمود چوہدری صاحب کے ساتھ بھی ان issues کو discuss کیا ہے اور یہ issues بڑے ہی اہم نوعیت کے issues ہیں، ان میں socio-economic development, tourism, hydel energy, tax collection and annual budget کے بارے میں ہیں اور ان کو address کیا جانا چاہیے۔ Basically, ہم لوگ اس Resolution کے ذریعے یہ چیز چاہ رہے ہیں کہ آزاد کشمیر میں جو Federal Government appointments کی طرف سے ہوتی ہیں، ان میں Chief Election Commissioner, I.G., Chief Secretary and Secretary, Ministry of Kashmir Affairs and GB ہیں، جبکہ ان پر basically حق آزاد کشمیر حکومت کو ملنا چاہیے کہ ان کی approval کے ساتھ یہ appointments کی جائیں۔ Basically, جو Ministry of Kashmir Affairs and GB کا جو وزیر ہوتا ہے وہ ایک طرح سے وہاں پر Vice Roy کا role play کرتا ہے۔ جس کو ختم ہونا چاہیے۔ یہ نہیں ہونا چاہیے۔ اس کے علاوہ میں یہ بھی کہنا چاہوں گا کہ جو 52 points کی Concurrent List ہے آزاد جموں اور کشمیر کے لیے وفاق کی طرف سے، 18th Amendment کے بعد provinces کو ان کے rights دئے گئے ہیں اسی طرح ہم

لوگ بھی یہ demand کرتے ہیں اس Resolution کے ذریعے کہ Concurrent List کے جو 52 subjects ہیں، ان میں سے 48 subjects واپس آزاد جموں اور کشمیر کی حکومت کو دیئے جائیں۔ وہاں کے صدر اور وزیراعظم کو empower کیا جائے کہ وہ وہاں پر ایک smooth طریقے سے جو کہ عوام کی elected Government ہے اس کو موقع دیا جائے کہ وہ ان کو exercise کرے۔ اس کے علاوہ میں یہ کہنا چاہوں گا کہ آزاد کشمیر میں hydel کے جو projects ہیں وہ 20000 MW کی production ہو سکتی ہے جو کہ آزاد جموں اور کشمیر حکومت کو liable نہیں کیا گیا کہ آپ لوگ وہاں پر اپنے طور پر projects لگا سکیں۔ ہم لوگ اس Resolution کے ذریعے یہ بھی چاہ رہے ہیں کہ آزاد جموں اور کشمیر حکومت کو foreign investors and local investors کو allow کیا جائے کہ وہ ساتھ لے کر وہاں پر projects لگائے، جس سے آپ کی energy کا problem بھی solve ہو سکتا ہے اور وہاں کے جو لوگوں کو energy crisis سے بھی نجات مل سکے گی۔

اس سلسلے میں یہ بھی کہنا چاہوں گا کہ آزاد کشمیر میں foreign tourists کے لیے no entry ہے، اس no entry board and no lift board کو بھی ہٹایا جائے اور آزاد کشمیر چونکہ tourism کے لیے ایک best place ہے جیسے سوات ، مری اور دوسرے علاقے ہیں۔ لہٰذا وہاں پر بھی foreign tourists کو allow کیا جائے کہ وہ وہاں پر tourism آ سکیں۔

میں یہ بھی کہنا چاہوں گا کہ جیسا کہ Defence, Foreign, Currency and Communications ہمیں کوئی اعتراض نہیں ہے کہ وہ وفاق کے پاس رہیں لیکن باقی چیزوں میں آزاد کشمیر اور GB کو اجازت دی جائے کہ وہ وہاں پر اپنی مرضی سے amendments کر سکیں۔ 1974 کا جو آزاد کشمیر کا Act ہے جس کے ذریعے وہاں کی اسمبلی جو کام کرتی ہے اس اسمبلی کو empower کیا جائے، اس کو allow کیا جائے کہ وہاں پر اپنی مرضی کی amendments کر سکیں with the duration of time جو کہ وہاں کے لوگوں کی basic needs and demands ہیں۔

اسی طرح میں آخر میں یہ بھی چاہوں گا کہ جس طرح پاکستان کے باقی صوبوں کو NFC Award میں، CCI میں representation دی جاتی ہے، جو کہ resources کے سلسلے میں ہے اسی طرح آزاد کشمیر اور GB کو بھی

representation دی جانی چاہیے تاکہ وہاں پر بھی economic development ہو سکے۔ شکریہ۔

ملک ریحان بلوچ : میڈم سپیکر! ہم ایک national issue پر debate کر رہے ہیں لیکن unfortunately Prime Minister sahib available نہیں ہیں۔ لہٰذا ضروری ہے کہ وزیراعظم صاحب کو بلایا جائے۔

میڈم ڈپٹی سپیکر: شکریہ۔ جناب سراج دین میمن صاحب۔

جناب سراج دین میمن : شکریہ میڈم سپیکر۔ میڈم جس طرح کشمیر ہماری یعنی پاکستان کی شہ رگ ہے اور اس سے کوئی بھی انکار نہیں کر سکتا لیکن مسئلہ یہ ہے کہ 1974 کا جو interim Constitution ہے اس میں AJK کے لیے human rights, political rights, social rights and administrative rights بالکل بھی نہیں ہیں جس کی وجہ سے وہاں پر احساس محرومی ہے۔ جو AJK کی Legislative Assembly ہے اس کے ہوتے ہوئے بھی وہ اپنے لیے قانون سازی نہیں کر سکتی۔ تیسری بات یہ ہے کہ باقی جو چار صوبے ہیں، they enjoy their national share. اس طرح AJK کا بھی part ہے اور اس کا وفاق میں حصہ ہے۔ وہاں پر hydel projects, تھوڑی بہت tourism ہے لیکن جتنی ہونی چاہیے وہ نہیں ہے لیکن ان کو مناسب حصہ نہیں ملتا۔

ایک اور بات AJK کا جو administrative system ہے کہاں کی اپنی اسمبلی ہوتے ہوئے بھی وہ وہاں پر اپنے لیےقانون سازی نہیں کر سکتی۔ ہمارے وزیراعظم یا جو کشمیر اور GB کے وزراء اتنے خودمختار نہیں ہوتے۔ یہ تو ایک چھوٹا سا ڈیم بھی نہیں بنا سکتے۔ وہ ریلوے ٹریک تک نہیں بچھا سکتے۔ اس کے لیے بھی ان کو حکومت پاکستان سے اجازت لینی پڑتی ہے۔ لہٰذا میں سمجھتا ہوں کہ یہ ان کے ساتھ ناانصافی ہے اور ہم اس Resolution سےیہ ناانصافی دور کرنا چاہ رہے ہیں۔

آخری بات میں یہ کہنا چاہوں گا کہ وفاقی حکومت AJK کو 06 billion کا بجٹ دیتی ہے اور وہ 06 billion تو وہاں کے ملازمین کی تنخواہیں اور دوسرے چھوٹے موٹے خرچوں میں ہی پورے ہو جاتے ہیں تو وہ socio-economic development پر کیا خرچ کریں گے۔ میڈم میں یہ چاہوں گا کہ AJK کو human rights, political rights and social rights ملنے چاہیں جس طرح پاکستان کے علاقے والوں کو ملتے ہیں۔ شکریہ۔

Madam Deputy Speaker: On behalf of this Parliament I would like to welcome the Information Minister of Government of Sindh, Miss Shazia Mari to Youth Parliament. Thank you Madam for your presence here. Now, we should carry on with the debates. Mr. Amir Abbas sahib.

Mr. Amir Abbas : Thank you Madam Speaker. Although we know that AJK and GB are the disputed territories.

1973 کے Constitution میں Article 257 دیکھتے ہیں تو اس میں دیکھتے ہیں کہ یہ جو Legislative Council ہے یہ بالکل اسی طرح ہے جیسے کہ ایک mock parliament ہوتی ہے یا اس طرح جیسے ہماری Youth Parliament ہے۔ جتنے بھی subjects ہیں، جو فیصلے وفاقی حکومت کرتی ہے، صرف ان کے ذریعے آپ implement کرتے ہیں۔ آپ نے ان کو اقتدار تو دیا ہے لیکن اختیار نہیں دیا ہے۔ اگر وہاں پر ایک بریگیڈیئر باغ میں موجود ہے تو وہ at the eleventh hour ایک meeting call کر سکتا ہے جس میں AJK کا صدر، وزیراعظم اور سارے وزراء they are bound to attend that meeting. کشمیر میں اگر ایک چیف سیکرٹری ہے یا کوئی 17 or 18 grade کا officer ہے تو اس کے وہاں کی عوام کے منتخب نمائندوں سے کہیں زیادہ اختیارات ہیں۔ جس طرح باقی ارکان نے اس بڑے بہترین انداز میں پیش کیا تو ہم یہ چاہتے ہیں کہ اس کو ذرا سا empower کریں کیونکہ جو کشمیر کا youth ہوتا ہے وہ یہ بات سوچتا ہے کہ کیا میں کشمیری ہوں یا میں پاکستانی ہوں۔ ہم کبھی بھی اس چیز کی بات نہیں کرتے، ہم ہمیشہ national integrity کی ہی بات کرتے ہیں لیکن بعض اوقات حالات اتنے تنگ ہو جاتے ہیں کہ انسان مجبور ہو جاتا ہے ان باتوں پر سوچنے کے لیے۔ میں یہی کہنا کافی سمجھوں گا۔ بہت شکریہ۔

Madam Deputy Speaker: Thank you. Miss Alvina Rauf sahiba.

Miss Elwina Rauf : Thank you madam Speaker. If I take this Resolution towards Gilgit Baltistan side, I would like to question you all

کہ آپ پچھلے 60 سالوں سے کہاں تھے۔ آج آپ بات کر رہے ہیں۔ آج آپ مجھے جان رہے ہیں کہ we are from Gilgit Baltistan whereas you people are from since the independence of Pakistan. Before coming to the Resolution I would like to comment an eminent columnist Nazir Naji's statement جو کہ daily

"this is the people of GB after the people of East میں لکھتے ہیں، Jang Pakistan who fought their war of independence themselves, got their freedom and joined Pakistan on their own. Coming towards the Resolution I would say that the people of Gilgit Baltistan, no doubt, are loyal and true lover of Pakistan and likely they have not been trusted so far by giving them full fledged political and legal rights guaranteed under the Constitution of Pakistan as enjoyed by the provinces of Pakistan and AJK and even Indian held Jammu and Kashmir people. The Gilgit Baltistan empowerment of self-governance Ordinance 2009 on the basis of which present political, administrative, legislative, judicial and Government system of Gilgit Baltistan is based upon the Executive Order issued by the Minister for Kashmir Affairs, Federal Government of Pakistan, under which the entire Gilgit Baltistan is ruled out but this order does not have the status, guaranteed back or authority of Constitution which makes this area a unique region to the entire world."

So, I have a recommendation that replace the empowerment of self-governance of Ordinance 2009 by an interim Constitution of Gilgit Baltistan as then in the case of AJK by full power to Gilgit Baltistan Assembly and other institution as well as Gilgit Baltistan Council which must have 100% representation in the Gilgit Baltistan with the exemption of Prime Minister of Pakistan as ex-officio Chairman. Thank you.

جناب عبیدالرحمٰن : میڈم سپیکر on a point of order.

میڈم ڈپٹی سپیکر: جی عبید صاحب۔

جناب عبیدالرحمٰن : معذرت کے ساتھ صرف یہ بات کرنا چاہوں گا کہ گلگت بلتستان کا جو Constitutional status ہے وہ اس وجہ سے مختلف ہے کیونکہ ہم اس کو princely state of Kashmir سے autonomous region consider کرتے ہیں۔ لہٰذا کیونکہ یہ autonomous regions تھے اور ابھی تک کشمیر کا تصفیہ نہیں ہوا اس لیے اس کو provincial status نہیں دیا جا سکتا۔ شکریہ۔

میڈم ڈپٹی سپیکر: جناب محمد تیمور شاہ صاحب۔

Mr. Muhammad Taimoor Shah : Thank you very much madam Speaker for giving me the opportunity to speak up.

میڈم سپیکر! بات ہو رہی ہے AJK and GB in 1974 کی۔ گلگت بلتستان کو اب یہ status دیا گیا ہے لیکن ان کی کوئی Constitutional standing نہیں ہے۔ Contemporary to that, in contrast to that جو AJK ہے it is interim Constitutional Act اور وہ ایسا Constitutional Act ہے جو 1974 میں لایا گیا اور اس کے بعد 1975 میں اس میں پہلی ترمیم بھی ہو گئی۔ اس طرح اسمبلی بھی بن گئی اور ایک سٹیٹ بھی بن گئی جس کا اپنا ایک وزیراعظم ہے اور اپنا ایک صدر ہے۔ This is the term which is known as defacto dejure. عمر ریاض صاحب اس سے اچھی طرح واقف ہیں۔ جو defacto states ہوتی ہیں وہ نہ صرف پاکستان میں جو ہم نے status دیا ہوا ہے AJK کو بلکہ وہ باہر بھی ہیں۔ People's Republic of China کی دو defecto states ہیں ان میں ایک ہانگ کانگ اور ایک مکاؤ ہے۔ یہ بالکل اسی طرح ہیں جس طرح پاکستان کا آزاد کشمیر ہے۔ یہ ہانگ کانگ اور مکاؤ بالکل independent ہیں، ان کی economy بھی independent ہے اور ان کا structure بھی independent ہے لیکن وہ defacto states of People's Republic of China ہیں۔ ان کی اسمبلیاں بھی ہیں----

Mr. Hassan Azhraf : Madam it has been mentioned that the State of Hong Kong has independent tourism and it cannot be compared with AJK.

جناب محمد تیمور شاہ : یہ ایک point ہے۔ انہوں نے لکھا ہے کہ AJK کو Constitutional حیثیت دی جائے۔ AJK کے پاس Constitutional status ہے۔ گلگت بلتستان کے پاس کوئی Constitutional status نہیں ہے۔ آپ یہ ضرور کر سکتے ہیں کہ AJK کے Constitutional حیثیت کو ہم بڑھا سکتے ہیں۔ AJK کی Legislative Assembly کو یہ اختیار بھی دیا گیا کہ وہ interim Constitutional Act کے اپنا مستقل آئین بنائیں۔ انہوں نے آئین ہی نہیں بنایا۔ وہی بندے جو select ہوئے، they could not make their own Constitution اور یہ جو defacto status ہے یہ آزاد کشمیر کو کیوں دیا گیا، بہاولپور کو کیوں نہیں دیا گیا جو 14 اگست کی بجائے 27 ستمبر کو پاکستان کے ساتھ ملا تھا کیونکہ انڈیا کو ایک مثال دینے کے لیے کہ ہم کشمیریوں کو ان کا حق دے رہے ہیں۔ ان کی ایک Legislative Assembly دے رہے ہیں اور ان کو ایک حق دے رہے ہیں کہ وہ اپنے نمائندے چنیں۔ آپ بھی ان کو یہ حق دیں تاکہ ان کی کوئی حیثیت تو ہو اور وہ اپنی فوجیں Indian occupied Kashmir واپس لے جائیں۔ شکریہ۔

میڈم ڈپٹی سپیکر: شکریہ۔ جناب حسن اشرف صاحب۔

Mr. Hassan Ashraf : Madam Speaker thank you.

میں ایوان کا زیادہ وقت نہیں لوں گا۔ I have heard many excellent speeches over here. People quote Churchle, people quote poetry. To be honest I don't know any quotes and I don't know any poetry لیکن میں جو بولتا ہوں دل سے بولتا ہوں۔ پچھلے اجلاس میں میرے پاس کچھ بھائی آئے اور انہوں نے مجھ سے کہا کہ آپ نے کشمیر پر بات نہیں کی۔ میں نے کہا کہ میں نے بلوچستان کا مسئلہ کشمیر کے مسئلے سے زیادہ ضروری سمجھا اور اس لیے میں چپ رہا اور میں نہیں بولا۔ پچھلے اجلاس میں Senator S. M. Zafar was here, he quoted in his speech, "nobody will give you your right, you will have to take it" and everybody clapped. میرا پیغام آپ پہنچا دیں، قومیں وہی ترقی کرتی ہیں جہاں حق چھینا نہیں جاتا بلکہ ایک غریب آدمی کو بھی اس کی دہلیز پر انصاف دیا جاتا ہے۔ اگر لڑنے کی بات ہے تو East Pakistan بھی لڑا، بلوچستان میں لڑا تو کل کشمیر بھی لڑ لے گا اور پرسوں بلتستان بھی لڑ لے گا۔ یہ لڑنے کی بات نہیں ہے بلکہ بات یہ ہے کہ peacefully اپنا حق مانگنے کی بات ہے بلکہ مانگنا بھی نہیں چاہیے۔ حکومت کو ہر غریب انسان کا، ہر کمزور ریاست کا حق خود دینا چاہیے۔ پچھلے اجلاس میں میری ایک بھائی سے میری discussion ہوئی اور انہوں نے بولا کہ گلگت بلتستان کو تو Legislative Assembly دی ہوئی ہے۔ وہ تو اسی پر خوش ہیں۔ This is the height of hypocrisy. Basically what happens if a person get more right if he is born in a province of Pakistan or if is born in AJK or Gilgit Baltistan nothing. I believe that everybody hold a Pakistani ID card and a Pakistani passport even though Kashmir and GB are not internationally recognized as a part of Pakistan but we are an integral part of Pakistan. میں یہاں پر dispute کی بات نہیں کروں گا کیونکہ نہ یہاں Indian representation ہے نہ ہی اس پار کے کشمیر کی representation ہے، یہاں اگر representation تو صرف پاکستان کی اور AJK کی ہے۔ ہم یہاں پر statusquo پر بات کریں گے۔ جب تک کشمیر کا مسئلہ حل نہیں ہوتا تب تک AJK and GB کا کیا status ہوگا۔

یہاں پر آنے کا ایک مقصد یہ بھی تھا کہ میں جاننا چاہتا تھا کہ یہاں کے youth کی perception کیا ہے لیکن میں نے یہ دیکھا کہ یہاں پر کسی کو خاص اندازہ نہیں ہے۔ شاید اس لیے کہ یہ بات talk shows پر اتنی زیادہ discuss نہیں

ہوتی کیونکہ یہ بہت زیادہ sensitive issue ہے۔ دو چار سال پہلے تو ملک دشمن کہہ کر چپ کرا دیا جاتا تھا اب تو پھر بھی debate ہو جاتی ہے۔ Fellow parliamentarians do not misunderstand it and understand fully my appreciation for the land of Pakistan. میں صبح اٹھ کر پہلے پاکستان کا اخبار پڑھتا ہوں بعد میں کشمیر کا پڑھتا ہوں۔ میں کشمیر کا independence day celebrate کروں یا نہ کروں مجھے پتا ہے، چاہے میں کشمیر میں ہوں، پاکستان میں ہوں یا انگلینڈ میں ہوں، 14 اگست کو میں نے باہر جانا ہے، میں نے جشن آزادی منانا ہے اور پورے جوش اور خلوص سے جشن آزادی منانا ہے لیکن جب میں نے اپنی research کی تو مجھے پتا چلا کہ کشمیر تو Constitutionally پاکستان کا حصہ نہیں ہے۔ Basically it is a colony of Pakistan. پاکستان کا وزیراعظم اور وزیر برائے امور کشمیر ہمارا وائس رائے ہے، they are our colonial masters. Well وہ tell those colonial masters to avoid let goes the approaches of imperialism. یہاں پر serve کرنے کے لیے ہیں ہم پر rule کرنے کے لیے نہیں آئے ہیں۔ لہٰذا وہ اپنی duty پوری کریں، ہمیں serve کریں اور ہمیں rule نہ کریں۔

کل یہاں پر جنگوں کی بات ہو رہی تھی۔ بولتے ہیں کہ پاکستان انڈیا سے تمام جنگیں یعنی 1965 کی، 1971 کی اور کارگل کی ہارا ہے لیکن شاید وہ 1948 جنگ کی بھول گئے تھے جس میں مجاہدین لڑے اور State of Azad Jammu and Kashmir کا علاقہ انہوں نے آزاد کرایا، انہوں نے گلگت بلتستان آزاد کرایا اور پاکستان کے قدموں میں رکھ دیا اور اپنے جینا مرنا پاکستان کے ساتھ کا اعلان کر دیا لیکن اس چیز پر بات کرنے کا فائدہ نہیں ہے کیونکہ ہم یہاں پر solutions پر بات کرنے آئے ہیں۔ پھر بھی میں تھوڑی سی بات کروں گا کہ 1974 کے Act کی بات ہوئی۔ 1974 میں ایک paranoid Pakistan تھا۔ 1971 میں مشرقی پاکستان کو کھویا اور ایک ڈرے ہوئے پاکستان نے 1974 کا Act کشمیر کو دیا۔ وہ Act کیا تھا، that was the Act of slavery. Basically, we can't amend even our own Constitution. 1974 سے پہلے سارا حق تھا۔ گلگت بلتستان کی تو میں بات ہی نہیں کرتا کیونکہ وہاں تو تین یا چار سال پہلے تک ایک 18 grade یا 19 grade کا افسر وہاں کا وائس رائے ہوتا تھا۔ سپریم کورٹ کے order بھی وہی pass کرتا تھا۔ سب کچھ اسی کے ہاتھ میں تھا لیکن AJK میں 1974 سے پہلے 04 subjects کو چھوڑ کر سارے subjects حکومت پاکستان کے پاس تھے لیکن 1974 کے بعد 48

Concurrent List subjects میں شامل کر دیے گئے ہیں۔ According to the Resolution of UNCIP Pakistan was only supposed to manage Defence, Foreign, Currency and Communications but now they have included 48 more subjects in the Concurrent List and they have exclusive right over each and every subject including Tourism, Hydro, you name it. Youth and Sports کو چھوڑ کر سب کچھ اپنے پاس کر لیا لیکن کشمیر پھر بھی چپ رہا۔ کیوں چپ رہا؟ ہم کیوں نہیں بولتے؟ ہم اس لیے نہیں بولتے کہ ہم اس پار کے کشمیریوں کو یہ تاثر نہیں دینا چاہتے کہ پاکستان ہمارے rights کے خلاف کوئی کام کر رہا ہے۔ ہم اس طرف یہ تاثر دینا چاہتے ہیں کہ ہماری relationship پاکستان کے ساتھ بہت اچھی ہے۔ لیکن 18th Amendment کے بعد پچھلے دو سالوں میں اب کشمیر میں بھی شور مچا ہوا ہے۔ کشمیر کے اخبارات میں روزانہ بیانات آ رہے ہیں کہ اگر آپ ہمیں NFC میں حصہ نہیں دے سکتے، بے شک پانی کشمیر سے نکلتا ہے، NFC میں بیشک کشمیر کو اس طرح حصہ نہیں دے سکتے کیونکہ کشمیر صوبہ نہیں ہے لیکن آپ یہ 48 subjects تو ہمیں واپس کر سکتے ہیں۔ آپ نے ایک صوبے کو تو خودمختاری دے دی ، کشمیر کو خودمختاری کیوں نہیں دے سکتے۔ Legislative Assembly تو دے دی لیکن legislation کا اختیار نہیں دیا۔ یہاں پر پہلی Resolution بجلی پر آئی۔ میں یہاں پر یہ بات بھی بتاتا چلوں کہ 10 MW سے اوپر ہمیں allow نہیں ہے کہ ہم اپنی بجلی پیدا کر سکیں۔ وفاقی حکومت آئے گی، project بھی لگائے، royalty بھی نہیں دے گی اور بجلی بھی نہیں دے گی اور چلی جائے گی۔

ایک بات میں اور کر دوں Election Commission کی۔ 20th Amendment ہوئی Election Commission independent ہو گیا، PILDAT نے بہت اچھا کام کیا اس پر۔ میں PILDAT سے کہتا ہوں کہ کشمیر میں بھی آپ کچھ ایسا کام کریں۔ ہمارا Election Commission وزیراعظم پاکستان nominate کرتا ہے۔ One man show ہوتا ہے، dictatorship ہوتی ہے۔ وہ کہتے ہیں کہ یہ آپ Election Commission ہے اور بس اس کو ماننا پڑتا ہے۔ ایسے ہی نہیں کہ جس پارٹی کی بھی حکومت پاکستان میں آتی ہے اسی کی حکومت کشمیر میں بھی ہوتی ہے۔

میڈم ڈپٹی سپیکر: شکریہ۔ جی تیمور شاہ صاحب۔

جناب محمد تیمور شاہ : میڈم ایک بات clear ہو جائے کہ AJK کا status کیا ہے۔ .It is a State and it is not a province صوبے کا کبھی وزیر اعظم نہیں ہوتا۔ صوبے کا کبھی صدر نہیں ہوتا۔

Madam Deputy Speaker: OK. We got your point. Thank you. Miss Anum Mohsin.

محترمہ انعم محسن : شکریہ میڈم سپیکر۔ میں زیادہ لمبی بات نہیں کروں گی میں صرف یہ کہوں گی کہ بیشک ہمیں دھیان رکھنا چاہیے اور بات پر emphasize کرنا چاہیے کہ AJK and GB کو Constitutional empowerment کی طرف لے کر جانا چاہیے۔ اگر ان کا یہ right ہے تو ہمیں ان کو دینا چاہیے اور ہماری حکومت کو اس پر کام کرنا چاہیے۔ ہمارے ایک رکن نے یہاں پر کہا کہ PILDAT والوں نے اس پر بہت اچھا کام کیا ہے تو ہمیں چاہیے کہ ہم اس پر مزید کام کریں and I support that Constitutional empowerment زیادہ ہونے چاہیے۔ شکریہ۔

میڈم ڈپٹی سپیکر: جی فہد مظہر علی صاحب۔

جناب فہد مظہر علی : شکریہ میڈم سپیکر۔ جیسا کہ ہم سب جانتے ہیں کہ باتوں، وعدوں اور سیاسی بیان دینے کے علاوہ since inception جب سے کشمیر کو takeover کیا گیا اور اس کو پاکستان کا حصہ نہیں بننے دیا گیا، پاکستان کی ایک prime priority رہی ہے کہ until and unless ہم اگر کشمیر کا dispute حل نہیں کرتے، کشمیر کو پاکستان کا حصہ نہیں بناتے تو پاکستان کی قوم، پاکستان کی آرمی اور پاکستان کی حکومت کبھی چین سے نہیں بیٹھیں گے۔ میں appreciate کرتا ہوں کہ محترم Youth Minister صاحب نے کہا کہ 1948 میں مجاہدین گئے اور وہاں جا کر لڑے تو میں وزیر صاحب سے پوچھتا ہوں کہ وہ خود ہی بتا دیں کہ وہ مجاہدین کون تھے؟ کیا وہ مجاہدین پٹھان نہیں تھے؟ کیا وہ مجاہدین کشمیر سے تھے؟ کیا وہ کسی اور ایسے علاقے سے تھے جو پاکستان کا حصہ نہیں تھا۔ آج آپ بات کر رہے ہیں ، پاکستان کو بھی مسائل ہیں اور مجھے بھی مسائل ہیں، میں بھی KPK سے تعلق رکھتا ہوں۔ 25 لاکھ displace ہوئے تھے جب war on terror ہوئی تھی، اس وقت پورا پاکستان بڑھ کر سامنے آیا تھا، نہ کہ ہم صرف یہ کہہ دیتے کہ this is the sole responsibility of KPK Government or the Federal Government بلکہ ہم نے ایسا gesture دیا کہ دنیا خود حیران ہو گئی کہ 25 لاکھ

لوگوں کو اتنے بڑے constraints کے ساتھ جو اس ملک کو درپیش تھے، ہم نے ان لوگوں کو اپنے سینوں سے لگایا اور اپنے ساتھ جگہ دی without establishing کہ ہم نے ان کے لیے کوئی infrastructure بنا دیا ہے، ہم نے ان کو اپنے گھروں میں جگہ دی۔

میں تھوڑی سی بات تاریخ کی بھی بیان کرتا چلوں اور آپ بھی اس کو سن لیں۔ 18 سال تک بھٹو صاحب نے اس کشمیر کے مسئلے کو United Nations میں pursue کیا ہے، Resolution پر کام کیا تھا، diplomatically foreign forums پر بھی جا کر انہوں نے آواز اٹھائی لیکن اللہ تعالیٰ نے ان کواتنی زندگی نہیں دی کہ وہ اس کو حل کی طرف لے کر جاتے۔ یہ کچھ ناکامی leadership کی تو ہے، ہم اس کو مانتے بھی ہیں اور کشمیر اور گلگت بلتستان کی بات کرتے ہیں، ہم تو کہتے ہیں، ہم آپ کے ساتھ ہیں۔ ہمیشہ سے اس policy پر اور اس principle پر رہے ہیں کہ Youth Parliamentarian ہونے کے ناتے جو بھی issue ہوگا، جو بھی ایسے مسائل ہوں گے، ایسی کوتاہیاں ہیں، جو ہمارے parliamentarians یا جو senior politicians نے جو غلطیاں کی ہیں وہ ہم نہیں کریں گے۔ I was once impressed جب ایک محترم رکن نے کہا کہ اگر بجلی کا مسئلہ پاکستان میں چل رہا ہے تو بجلی میرے گھر سے آپ لے لیں اگر آپ اس کو کسی industry میں دینا چاہتے ہیں۔ I was so impressed میں گھر گیا اور میں نے کہا کہ if I have learned something in real term, it was from that Minister جنہوں نے یہ بات کی۔ کیونکہ میں نے تو اپنے گھر میں اس بجلی سے یا تو television لگانا ہے لیکن کسی کا چولہا نہیں بجھنا چاہیے۔ لیکن آج آپ یہاں پر آ کر emotional ہو کر اور آگے بڑھ کر کچھ کام کر کے دکھانا ہے۔ ہم ادھر کام کرنے کے لیے بیٹھے ہیں لیکن ہم پاکستان کے مستقبل کو اور کشمیر کے مستقبل کو کبھی بھی jeopardy میں نہیں ڈال سکتے اور اگر ایسا کبھی کوئی اقدام کیا گیا تو میں بذات خود اپنے آپ کو ذمہ دار سمجھوں گا کیونکہ میں لوگوں کو کیا منہ دکھاؤں گا کہ جب یہ Resolution پیش ہوئی تھی تو میں نے اپنا input کیوں اس میں نہیں ڈالا۔ شکریہ۔

میڈم ڈپٹی سپیکر: جی حفیظ اللہ وزیر صاحب۔

جناب حفیظ اللہ وزیر : شکریہ میڈم سپیکر۔ AJK کے مسئلے پر آنے سے پہلے میں آپ کی اجازت سے سیکرٹریٹ سے ایک درخواست کروں گا کہ بلوچستان کے حوالے سے جو Resolution لائی گئی----

Madam Deputy Speaker: Please stick to the Resolution.

جناب حفیظ اللہ وزیر : میڈم AJK کا مسئلہ تو کیونکہ بہت زیادہ پیچیدہ ہے اور ہمارے جو AJK کے representative ہیں انہوں نے ایک گزارش کی ہے PILDAT سے کہ وہ اس پر research کریں بلکہ انہوں نے PILDAT سے نہیں بلکہ directly Youth Parliament سے یہ گزارش کی ہے کہ وہ اس مسئلے پر کام کریں اور ایک نئی report تیار کریں اور اس پر Bill لائیں۔ اگر آئین میں ترمیم کی ضرورت ہے تو اس کو لائیں۔ اس لیے میں آپ سے درخواست کروں گا کہ آپ اس مسئلے کو حل کرنے کے لیے ایک Bill لائیں اور اس کے لیے ایک کمیٹی تشکیل کریں۔ شکریہ۔

Madam Deputy Speaker: Thank you. We have already a Committee on it. I request that Committee to bring their report and we will work on it. Now, I put the Resolution to the House. "The House is of the opinion that immediate action should be taken for due constitutional recognition and empowerment of the liberated territories (Gilgit-Baltistan and Azad Jammu & Kashmir) for better administration and economic development of these regions, without compromising Pakistan's claim over the State of Jammu & Kashmir."

(The Resolution was adopted.)

Madam Deputy Speaker: OK. Consequently the Resolution is adopted. Now, the session is adjourned to meet again on tomorrow the 18th April, 2012 at 4:30 P.M..

(The House was then adjourned to meet again on Wednesday, the 18th April, 2012 at 4:30 P.M.)